یکے از مطبوعاتِ بزمِ اقبال، لاہور

مکاتیب اقبال

بنام

خان محمد نیاز الدین خان مرحوم

پیش لفظ

از

عزت مآب ایس - اے رحمٰن ، چیف جسٹس ، ہائی کورٹ ، لاہور

بزمِ اقبال
نرسنگھ داس گارڈن
- کلب روڈ -
لاہور

مکاتیب اقبال

یکے از مطبوعاتِ بزمِ اقبال، لاہور

مکاتیب اقبال

بنام

خان محمد نیاز الدین خاں مرحوم

پیش لفظ

از

عزت مآب ایس ۔ اے رحمٰن ، چیف جسٹس ، ہائی کورٹ ، لاہور

بزمِ اقبال

نرسنگھ داس گارڈن
- کلب روڈ -

لاہور

جملہ حقوق بحق بزم اقبال محفوظ

ناشر : مسٹر کریم احمد خاں، سیکرٹری بزم اقبال
مطبع : کارواں پریس ، ایبک روڈ، انار کلی، لاہور

بشکریہ و اجازت خان نفیس ا لدین احمد خاں

قیمت : ایک روپیہ چار آنے

تصدیق

میں نے اصل خطوط جو خان نیازالدین خاں مرحوم کے صاحبزادوں کے قبضہ میں ہیں ، دیکھ لئے ہیں اور اُن کا مقابلہ اس مجموعہ کی مشمولہ نقول سے بہ دقت نظر کر لیا ہے۔ خط ۳۲ اُس نقل کی نقل ہے جو خان نفیس‌الدین احمد صاحب کے مسودہ پر موجود ہے ، لیکن اصل خط کہیں پس و پیش ہو گیا ہے اور میری نظر سے نہیں گذر سکا۔ البتہ سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ یہ بھی علامہ مرحوم کے کسی خط کی صحیح نقل ہے۔ باقی خطوط مشمولہ مجموعۂ ہذا کی نسبت تصدیق کی جاتی ہے کہ وہ اصل خطوط کی صحیح نقول ہیں۔

ایس۔ اے۔ رحمٰن

۸ جولائی ، ۱۹۵۴ء

پیش لفظ

علامہ اقبال رح کے ۷۹ خطوں کا یہ مجموعہ طباعت کے لئے مکتوب الیہ کے دو صاحبزادوں ، خان افتخارالدین احمد اور خان نفیس‌الدین احمد کے ادبی ذوق کا مرہون منت ہے - اس میں صرف دو خط ایسے شامل ہیں جو شیخ عطا اللہ صاحب کے مرتبہ مجموعۂ مکاتیب اقبال (اقبال نامہ) میں شائع ہو چکے ہیں۔ باقی غیر مطبوعہ ہیں - مکتوب الیہ خان نیازالدین خان مرحوم بستی دانشمنداں (جالندھر) کے رئیس اور علم و ادب سے شغف رکھنے والے بزرگوں میں سے تھے - شعر بھی کہتے تھے - معلوم ہوتا ہے کہ اپنا کلام وقتاً فوقتاً بغرض اصلاح علامۂ مرحوم کی خدمت میں بھیجتے رہتے تھے - ادبی موانست کے علاوہ ایک اور قدر مشترک کاتب و مکتوب الیہ میں یہ تھی کہ دونوں اعلیٰ نسل کے کبوتروں کے ناقد تھے - قارئین اس موضوع پر متعدد خطوط میں تصریحات پائیں گے -

کسی مشہور و معروف علمی اور ادبی شخصیت کے نجی خطوط کی اشاعت ایک نازک مسئلہ ہے جس کے متعلق مختلف رائیں ہو سکتی ہیں - خود علامۂ مرحوم اس بارے میں ایک مخصوص نظریہ رکھتے تھے - چنانچہ ایک خط میں خان صاحب موصوف کو لکھتے ہیں :

”عدیم الفرصتی تحریر میں ایک ایسا انداز پیدا کر دیتی ہے جس کو پرائیویٹ خطوط میں معاف کر سکتے ہیں - مگر اشاعت اُن کی نظر ثانی کے بغیر نہ ہونی چاہئے - اس کے علاوہ میں پرائیویٹ خطوط کے طرز بیان میں خصوصیت کے ساتھ لا پرواہ ہوں - اُمید ہے آپ میرے خطوط اشاعت کے خیال سے محفوظ نہ رکھتے ہوں گے۔“

علامہ کی وفات کے بعد نظر ثانی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ لیکن شاید وهی بے ساختگی اور بے تکلفی جس کی طرف علامۂ مرحوم نے مندرجہ بالا اقتباس میں اشارہ کیا ہے ، ایک محبوب شخصیت کے مبہم گوشوں کو بے نقاب کرنے میں از حد مفید ثابت ہو سکتی ہے ۔ مزید براں اکثر خطوط میں علامۂ مرحوم نے کسی نہ کسی اہم علمی یا ادبی موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور بڑے بڑے لطیف نکتے بیان کئے ہیں جن سے اُن کے نظام فکر کی توضیح میں امداد لی جا سکتی ہے ۔ اس لئے دلدادگانِ اقبالؔ کو خان افتخار الدین احمد خان اور خان نفیس الدین احمد خان کا سپاس گزار ہونا چاہئے کہ وہ اپنے والد مرحوم کے اس ادبی اور علمی ورثہ کو تقسیم ملک کے بعد ، سینے سے لگا کر مشرقی پنجاب کی پر آشوب فضا سے نکال لائے اور اب اُس کی طباعت کا اہتمام بزم اقبال کے سپرد کرکے اقبالیات کے ذخیرہ میں ایک بیش بہا اضافہ کر رہے ہیں ۔

لاہور　　　　　　　　　　ایس ۔ اے ۔ رحمٰن

یکم فروری ، ۱۹۵۳ء

مکاتیب اقبال

—(۱)—

لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء

مخدومی ! السلام علیکم

الحمدللہ کہ آپ نے مثنوی کو پسند فرمایا ۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کا رسالہ میں نے دیکھا ہے ۔ یہی افلاطونیت جدید ہے جس کا اشارہ میں نے اپنے مضمون میں کیا ہے ۔ فلسفۂ افلاطون کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے جس کو ایک پیرو Plotinus نے مذہب کی صورت میں پیش کیا ۔ عیسائیت کی ابتدائی صدیوں میں رومی دنیا میں یہ مذہب نہایت مقبول تھا ۔ اس کی آخری حامی ایک عورت تھی Hypatia نام، جس کو عیسائیوں نے ہی مصر میں نہایت بیدردی سے قتل کرا دیا تھا ۔ مسلمانوں میں یہ مذہب حران کے عیسائیوں کے تراجم کے ذریعہ سے پھیلا اور رفتہ رفتہ مذہب اسلام کا ایک جزو بن گیا ۔ میرے نزدیک یہ تعلیم قطعاً غیر اسلامی ہے اور قرآن کریم کے فلسفے سے اسے کوئی تعلق نہیں ۔ تصوف کی عمارت اسی یونانی بیہودگی پر تعمیر کی گئی ۔ والسلام

آپ کا خادم

محمد اقبال

—(۲)—

لاہور، ۱۳ فروری ۱۹۱۶ء

مخدومی ! السلام علیکم

والا نامہ ملا ، مشکور فرمایا ۔

میرا تو خیال تھا کہ فرصت کا وقت مثنوی کے دوسرے حصہ کو دوں گا جو پہلے سے زیادہ ضروری ہے ۔ مگر خواجہ حسن نظامی نے بحث چھیڑ کر توجہ اور طرف منعطف کر دی ہے ۔ تصوف کی تاریخ لکھ رہا ہوں ۔

دو باب لکھ چکا ہوں یعنی منصور حلاج تک پانچ چار باب اور ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی علامہ ابن جوزی کی کتاب کا وہ حصہ بھی شائع کر دوں گا جو انہوں نے تصوف پر لکھا ہے۔ گو ان کی ہر بات میرے نزدیک قابل تسلیم نہیں مگر اس سے اتنا تو ضرور معلوم ہو گا کہ علمائے محدثین اس کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں۔ ابن جوزی کی کتاب مطبع مجتبائی دھلی سے ملتی ہے مگر آپ اس پر روپیہ نہ خرچ کریں، کیونکہ اس کا ضروری حصہ میری تاریخ تصوف کے ساتھ شائع ہو جائے گا۔ میں نے مترجم سے چھاپنے کی اجازت لے لی ہے۔

تصوف کے ادبیات کا وہ حصہ جو اخلاق و عمل سے تعلق رکھتا ہے نہایت قابل قدر ہے کیونکہ اس کے پڑھنے سے طبیعت پر سوز و گداز کی حالت طاری ہوتی ہے۔ فلسفہ کا حصہ محض بے کار ہے اور بعض صورتوں میں میرے خیال میں تعلیم قرآن کے مخالف۔ اسی فلسفے نے متاخرین صوفیہ کی توجہ صور و اشکال غیبی کے مشاہدہ (کی) طرف کر دی اور ان کا نصب العین محض غیبی اشکال کا مشاہدہ بن گیا، حالانکہ اسلامی نقطۂ خیال سے تزکیۂ نفس کا مقصد محض ازدیاد یقین و استقامت ہے۔ اخلاق اور عملی اعتبار سے متصوفین اسلامیہ کی حکایات و مقولات کا مطالعہ نہایت مفید ہے لیکن دین کی اصل حقیقت ائمہ اور علماء کی کتابیں پڑھنے سے ہی کھلتی ہے اور آج کل زمانے کا اقتضا یہ ہے کہ علم دین حاصل کیا جائے اور اسلام کے علمی پہلو کو نہایت وضاحت سے پیش کیا جائے۔ حضرات صوفیہ خود کہتے ہیں کہ شریعت ظاہر ہے اور تصوف باطن۔ لیکن اس پر آشوب زمانے میں وہ ظاہر جس کا باطن تصوف ہے، معرض خطر میں ہے۔ اگر ظاہر قائم نہ رہا تو اس کا باطن کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ مسلمانوں کی حالت آج بالکل ویسی ہے جیسے کہ اسلامی فتوحات ہندوستان کے وقت ہندوؤں کی تھی یا ان فتوحات کے اثر سے ہو گئی۔

ہندو قوم کو اس انقلاب کے زمانے میں منو کی شریعت کی کورانہ تقلید نے موت سے بچا لیا۔ اپنی شریعت کی حفاظت کی وجہ سے ہی یہودی قوم اس وقت تک زندہ ہے ورنہ اگر فیلو (پہلا یہودی متصوف) قوم کے دل و دماغ

ڈیر حاجی صاحب، السلام علیکم

خط ابھی ملا ہے۔ آپ کا خط غلطی سے حیدر علی کے نام لکھا گیا
ہر گاہ حساب مجھے نہیں ملا ہے۔ مگر اس وقت عجلت میں تھا
حافظے پر اعتماد کر کے سب لفافے بند کر دیئے۔ بعد میں اندازہ
ہوا کہ غلطی ہو گئی۔ نیز حیدر علی کا خط جو قسمت میں لکھا تھا آپ
کا خط واپس ارسال کر دیں۔ ویسے آپ کا ارسال کردہ حساب کر دیا گیا ہے

آپ کا خادم محمد اقبال

۱۵ اپریل ۱۲ء

پر حاوی ہو جاتا تو آج یہ قوم دیگر اقوام میں جذب ہو کر اپنی ہستی سے ہاتھ دھو چکی ہوتی۔ والسلام

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

خاکسار

محمد اقبال، لاہور

——(۳)——

ڈیئر خان صاحب! السلام علیکم

خط ابھی ملا ہے۔ آپ کا خط غلطی سے حیدری صاحب کے لفافے میں پڑ گیا جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ میں اس وقت عجلت میں تھا حافظے پر اعتماد کر کے سب لفافے پہلے بند کر دئے بعد میں ایڈریس لکھنے میں غلطی ہو گئی۔ میں نے حیدری صاحب کی خدمت میں لکھ دیا ہے کہ وہ خط واپس ارسال کر دیں۔ واپس آنے پر ارسال خدمت کروں گا۔ والسلام

آپ کا خادم

محمد اقبال

۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء

——(۴)——

لاہور، ۲۶ مارچ ۱۹۱۶ء

مخدومی خان صاحب! السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ کئی دنوں سے آیا رکھا ہے میں عدیم الفرصت تھا اس واسطے جواب عرض نہ کر سکا۔

الحمدللہ کہ جالندھر کے کتب خانہ کے لئے اجازت ہو گئی۔ میں فرصت کے دنوں سے جناب کو مطلع کروں گا۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

آپ کا خادم

محمد اقبال، لاہور

—(۵)—

لاہور ، ۸ جولائی، ۱۹۱۶ء

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ مل گیا ہے ۔ الحمدللہ کہ آپ خیریت سے ہیں ۔ سراج الدین صاحب کے دونوں مضامین جو آپ کی نظر سے گزرے بہت اچھے ہیں ان کا تیسرا مضمون خودی اور رہبانیت پر حال میں شائع ہوا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیے ۔ معلوم ہوتا ہے میرا مضمون "علم ظاہر و علم باطن" جو وکیل میں شائع ہوا ہے آپ کی نظر سے نہیں گذرا ۔ اسے بھی پڑھئے ۔ ایک اور مضمون لکھ رہا ہوں جو بالکل نرالا ہے ۔ غالباً آج تک ایسا مضمون نہیں لکھا گیا ۔ جن علماء نے تصوف وجودیہ کی مخالفت کی ہے ان کی توجہ کبھی اس طرف نہیں ہوئی ۔ بہر حال آپ دیکھیں گے تو داد دیں گے ۔

ہاں کتابیں نہیں ملتیں ، بڑی دقت ہے ۔ شیخ روز بہان بقلی کی شرح شطحیات ایک عجیب و غریب کتاب ہے اس میں صوفیاء وجودیہ نے جو خلاف شرع باتیں کہی ہیں ، ان کی شرح ہے ۔ اگر یہ رسالہ ہاتھ آ جائے تو تصوف کے بہت سے مسائل پر اس سے روشنی پڑے گی مگر باوجود تلاش کے نہیں دستیاب ہو سکا ۔ سنا ہے کہ لاہرپور (اودھ) میں ایک سجادہ ہے ۔ یہاں کوئی بزرگ قلندر صاحب گزرے ہیں جنہوں نے محی الدین ابن عربی کی فتوحات کی تردید میں ایک مبسوط کتاب فارسی زبان میں لکھی ہے جو اب تک ان کے جانشینوں کے پاس محفوظ ہے ۔ میں نے موجودہ سجادہ نشین کی خدمت میں خط لکھوایا ہے ۔ دیکھیں کیا جواب ملتا ہے ۔

کپورتھلے اور جالندھر انشاء اللہ ضرور آؤں گا ۔ عجب نہیں کہ ان تعطیلوں میں موقع مل جائے ۔ چند روز کے لئے شملہ جاؤں گا ، وہاں سے دہلی ہوتے ہوئے جالندھر اور کپورتھلہ کی سیر کا موقع مل سکتا ہے ۔ بہر حال یہ قصد ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے ۔ لاہور میں بارش مطلق نہیں ہوئی ۔ لوگ تڑپ رہے ہیں ۔ تین روزے رکھے تھے کہ درد گردہ کے دورے کی ابتدا محسوس ہوئی ۔ دو روز سے روزہ سے بھی محروم ہوں ۔ والسلام

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال ، لاہور

—(۶)—

لاہور، ۱۱ ستمبر ۱۹۱۶ء

مخدومی خان صاحب! السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے۔ میرا ارادہ تو شملہ جانے کا تھا۔ نواب ذوالفقار علی خان صاحب سے وعدہ تھا اور ان کے خطوط اب تک بھی آرہے ہیں۔ مگر بھائی صاحب نے مجھ سے وعدہ لے لیا کہ اگست کا سارا مہینہ سیالکوٹ میں قیام کرو۔ سو میں بمع اہل (و) عیال کے ۲۹ اگست تک وہاں رہا۔ وہاں سے ستمبر شروع ہونے سے پہلے اس واسطے آ گیا کہ اگر مولوی احمد دین وکیل ہمراہ ہو گئے تو ستمبر کا مہینہ کشمیر میں بسر کروں گا۔ مگر یہاں آ کر معلوم ہؤا کہ وہ مجھ سے پہلے کشمیر چلے گئے ہیں۔ کل منشی سراج الدین میر منشی ریذیڈنسی کا خط آیا ہے کہ چند روز کے لئے چلے آؤ اور نیز یہ کہ چودھری شہاب الدین کو تار دیا ہے کہ وہ تم کو ہمراہ لے کر جلد آئیں۔ چودھری صاحب غالباً ڈلہوزی میں ہیں۔ ان کے انتظار میں ہوں کہ وہ آئیں تو ان کے ہمراہ چند روز وہیں بسر کر آؤں۔ انشاء اللہ جالندھر ضرور حاضر ہوں گا۔ میاں مبارک علی صاحب کا متبنیٰ میرا مؤکل رہ چکا ہے، اگر کتابیں اس کے پاس باقی ہوئیں تو ان کا دیکھنا کچھ مشکل نہیں اور اگر مشکل بھی ہو تو آپ کی موجودگی میں کون سی مشکل ہے جو حل نہ ہو۔

افسوس ہے کہ اگست کے مہینے میں تصوف کی تاریخ پر کچھ نہیں لکھ سکا، البتہ مثنوی کے دوسرے حصے کے بہت سے اشعار لکھے گئے، یعنی آدھی مثنوی لکھی گئی - کیا عجب کہ باقی بھی جلد تمام ہو جائے اور دوسرے حصے کی اشاعت بھی جلد ہو جائے۔ پہلے حصے کی دوسری ایڈیشن کا کاغذ کل خرید گیا ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مغربی ہند کے ملاحدہ کی رد اور اصلاح کے لئے مامور کیا تھا اور یہ کام انہوں نے نہایت خوبی سے کیا ہے۔ ان کی کتاب فضیلت الشیخین بھی ملاحظہ فرمائیے - اس کے آخری حصے میں تصوف پر انہوں نے خوب بحث کی ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ کی

نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ ہمہ اوست یا ہمہ ازوست کے قائل تھے ، نہایت مشکل ہے ۔ وہ فلسفی تھے اور دونوں طرفوں کی مشکلات کو خوب سمجھتے تھے حال کے حکماء میں جرمنی کا مشہور فلسفی لاٹسا بالکل دوسرا غزالی ہے ، یعنی خدا کے سمیع و بصیر ہستی ہونے کا بھی قائل ہے اور ساتھ اس کے اس بات کا بھی قائل ہے کہ وہ ہستی ہر شے کی عین ہے ۔ میرے نزدیک منطقی اعتبار سے کوئی آدمی ایک ہی وقت میں ان دونوں شقوں کا قائل نہیں ہو سکتا ۔ اسی واسطے لاٹسا کا فلسفہ یورپ میں مقبول نہ ہوا ۔ گو اس کی تعلیم اس قسم کی تھی کہ وحدت الشہود اور وحدت الوجود دونوں کی طرف میلان رکھنے والی طبائع کے لئے موزوں تھا ۔ مگر میرا مذہب تو یہ ہے کہ یہ سارے مباحث مذہب کا مفہوم غلط سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں ۔ مذہب کا مقصود عمل ہے نہ (کہ) انسان کے عقلی اور دماغی تقاضاؤں کو پورا کرنا اسی واسطے قرآن شریف کہتا ہے : وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً ۔ اگر مذہب کا مقصود عقلی تقاضاؤں کو پورا کرنا ہو بھی (جیسا کہ ہنود کے رشیوں اور فلسفیوں نے خیال کیا ہے) تو زمانۂ حال کی خصوصیات کے اعتبار سے اس کو نظر انداز کرنا چاہئے ۔ اس وقت وہی قوم محفوظ رہے گی جو اپنی عملی روایات پر قائم رہ سکے گی ۔

"اس دور میں سب مٹ جائیں گے ، ہاں باقی وہ رہ جائے گا
جو اپنی راہ پہ قائم ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے"

خادم
محمد اقبال

——(۷)——

لاہور ، ۷ فروری ۱۹۱۷ء

مخدومی ! السلام علیکم

افسوس کہ مثنوی کا دوسرا حصہ ابھی تیار نہیں ہو سکا ۔ کل کچھ فرصت مل گئی تھی ۔ فقہ کا وہ مسئلہ نظم کیا جس کے رو سے مسلمانوں پر اس دشمن پر حملہ کرنا حرام ہے جو صلح کی امید میں اپنے حصار وغیرہ گرا دے ۔ اس مسئلے کا ذکر کر کے اس کی حقیقت اور فلسفہ لکھا ہے کہ شرع نے

کیوں ایسا حکم دیا ہے۔ عجیب عجیب باتیں ذہن میں آتی ہیں، مگر قلب کو یکسوئی میسر نہیں۔

آپ نے سفارش ملتوی کی۔ خوب کیا۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو یہی کرتا۔

مولوی اشرف علی جہاں تک مجھے معلوم ہے وحدت الوجود کے مسئلے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے ان کی کتاب عمدہ ہوگی۔

انشاءاللہ کپورتھلے اور جالندھر جانے کے لئے وقت نکالوں گا۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام۔

آپ کا خادم

محمد اقبال، لاہور

—(۸)—

لاہور، ۲ مارچ ۱۹۱۷ء

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ملا، جسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ کہ آپ کو وہ غزل پسند ہوئی۔ بہت عرصہ ہوا لکھی گئی تھی۔ معلوم نہیں کس نے اسے مخزن میں اشاعت کے لئے بھیج دیا۔

میں لاہور کے ہجوم میں رہتا ہوں مگر زندگی تنہائی کی بسر کرتا ہوں۔ مشاغل ضروری سے فارغ ہوا تو قرآن یا عالم تخیل میں قرون اولیٰ کی سیر۔ مگر خیال کیجئے جس زمانے کا تخیل اس قدر حسین و جمیل و روح افزا ہے، وہ زمانہ خود کیسا ہو گا!

خوشا وہ عہد کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ روز کہ دیدار عام تھا اس کا

مثنوی کا دوسرا حصہ جس کا نام ''رموز بیخودی'' ہوگا، انشاءاللہ اس سال کے ختم ہونے سے پیشتر ختم ہو جائے گا۔ آج کل لاہور میں ہوں اور مولٰینا گرامی جالندھری تشریف فرما ہیں اور میرے ہاں قیام پذیر ہیں۔ خوب شعر بازی رہتی ہے، کل ہوشیار پور واپس جائیں گے۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

---(۹)---

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا والا نامہ مل گیا ہے۔ جو شعر میں نے کسی پہلے خط میں لکھا تھا وہ ایک نظم کا، جو کئی سال ہوئے میں نے عشق بلال پر لکھی تھی، آخری شعر ہے۔ باقی اشعار ذہن میں محفوظ نہیں رہے مخزن کے پرانے نمبر اگر آپ کے پاس ہیں تو ان میں مل جائے گی، میں بھی تلاش کروں گا۔ مل گئی تو حاضر خدمت کروں گا۔

گرامی صاحب سنا ہے جالندھر آنے والے ہیں۔ مجھکو بھی طلب کیا ہے۔ مگر میں کئی دنوں سے بوجہ دورہ درد گردہ کے مضمحل ہوں، اس واسطے معذور ہوں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

آج کل موسم تبدیل ہو رہا ہے۔ ہر بات میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

والسلام۔ مخلص

محمد اقبال

۲۱ مارچ ۱۹۱۷ء

---(۱۰)---

لاہور، ۲۷ جون ۱۹۱۷ء

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا، جس کو پڑھکر بہت مسرت ہوئی۔ الحمدللہ کہ آپ بخیریت ہیں اور مولوی گرامی صاحب بھی اب آلام و افکار سے آزاد ہیں۔ عرصہ ہؤا میں نے انہیں خط لکھا تھا مگر ان کے لئے خط کا جواب دینا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا روس کا موجودہ حالت میں جرمنی سے لڑ سکنا۔ بہر حال یہ سن کر خوشی ہوئی کہ وہ جالندھر آنے کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کی صحبت سے زیادہ پر لطف چیز اور کون سی ہے۔ اگر ممکن ہو سکتا تو میں یہ ایام بھی ہوشیار پور میں آن کی صحبت میں گذارتا۔ میری نسبت وہ جو کچھ کہتے ہیں اس میں بہت کا مبالغہ شامل ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محبت محبوب کا صحیح اندازہ کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔

مگر مولوی گرامی صاحب کا وعدہ وہی ہے جس کی نسبت مرزا غالب مرحوم عرصہ ہؤا کہ گئے ہیں:

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا (الخ)

مجھے یہ اندیشہ (ہے) کہ اگر میں ان سے ملنے کے لئے جالندھر آیا تو پھر وہ لاہور نہ آئیں گے ۔ خیر یہ باتیں بعد میں سوچنے کی ھیں پہلے یہ دیکھنا ھے کہ جالندھر آتے بھی ھیں یا نہیں ۔

واقعی آم درد گردہ کے مریض کے لئے اچھا ھے اور مجھکو بھی اس سے بہت محبت ھے کھانے کی چیزوں میں صرف یہی ایک چیز ھے جس کے لئے میرے دل میں خواھش پیدا ھوتی ھے ۔ باقی چیزوں کے لئے خواھش نہیں ھوتی یہاں تک کہ روز مرہ کا کھانا بھی عادت کے طور پر کھاتا ھوں باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ھے ۔

ھاں آموں پر ایک لطیفہ یاد آ گیا گذشتہ سال مولٰنا اکبر نے مجھے لنگڑا آم بھیجا تھا میں نے پارسل کی رسید اس طرح لکھی :

اثر یہ تیرے اعجاز مسیحائی کا ھے اکبر !
الہ آباد سے لنگڑا چلا لاھور تک پہنچا !

رموز بے خودی کو میں اپنے خیال میں ختم کر چکا تھا مگر پرسوں معلوم ھوا کہ ابھی ختم نہیں ھوئی ترتیب مضامین کرتے وقت یہ بات ذھن میں آئی کہ ابھی دو تین ضروری مضامین باقی ھیں یعنی قران اور بیت الحرام کا مفہوم و مقصود حیات ملیہ اسلامیہ میں کیا ھے ۔ ان مضامین کے لکھ چکنے کے بعد اس حصہ مثنوی کو ختم سمجھنا چاھئے ۔ مگر ایسے ایسے مطالب ذھن میں آئے ھیں کہ خود مسلمانوں کے لئے موجب حیرت و مسرت ھوں گے کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ھے ملت اسلامیہ کا فلسفہ اس صورت میں اس سے پہلے کبھی اسلامی جماعت کے سامنے پیش نہیں کیا گیا ۔ نئے سکول کے مسلمانوں کو معلوم ھوگا کہ یورپ جس قومیت پر ناز کرتا ھے وہ محض بودے اور سست تاروں کا بنا ھوا ایک ضعیف چتھڑا[1] ھے قومیت کے اصول حقہ صرف اسلام نے ھی بتائے ھیں جن کی پختگی اور پائیداری مرور ایام و اعصاد سے متاثر نہیں ھو سکتی ۔ والسلام

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ھو گا ۔

خاکسار

محمد اقبال

—(۱۱)—

لاہور ۴ نومبر ۱۹۱۷ء

مخدومی جناب خان صاحب! السلام علیکم

آپ کا والد نامہ ابھی ملا ہے الحمد للہ کہ خیریت ہے۔

گرامی صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ محرم میں تشریف لائیں گے مگر الکوفی لا یوفی اب معلوم نہیں کہاں تشریف رکھتے ہیں عرصہ سے ان کا خط بھی نہیں آیا۔

پنڈت چھجو رام صاحب کی رائے سے کوئی تعجب مجھے نہیں ہوا۔ ہر شخص ہر کتاب کو اپنے خیالات کی روشنی میں پڑھتا ہے اور اس کے مضامین سے وہی نتائج نکالتا ہے جن کی اس کی دماغی تربیت مقتضی ہوتی ہے۔ سیاسیات مسلمانوں میں کوئی علیحدہ شے نہیں بلکہ خالص مذہبی نکتۂ خیال سے کچھ شے ہی نہیں اور اگر کچھ ہے تو مذہب کی لونڈی ہے۔ کعبہ آباد است الخ والا مصرع اس وقت لکھا گیا تھا جب موجودہ حالات کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

دوسرا حصہ انشاءاللہ اس سال سے پہلے ختم ہو جائے گا صرف چند اشعار کی کسر باقی ہے اگر آج وہ اشعار لکھے جائیں تو ایک ہفتے کے اندر نقل کر کے کتاب مطبع میں دی جا سکتی ہے مگر میں انتظار میں ہوں کہ وہ اشعار آئیں تو ان کو مثنوی میں داخل کروں دوسرے حصے کے مضامین سے پہلے حصہ پر کافی روشنی پڑے گی اور بہت سی تشریحات جو پہلے حصہ کے اشعار کی کی جا رہی ہے خود بخود غلط ہو جائے گی۔ اسلامی Nationalism کی حقیقت اس سے واضح ہو گی اور یہ کہنے میں کوئی مبالغہ یا خود ستائی نہیں کہ اس رنگ کی کوئی نظم یا نثر اسلامی لٹریچر میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

گرامی صاحب تو امام غائب ہو گئے معلوم نہیں اس غیبت صغریٰ کا زمانہ کب ختم ہو گا۔

خاکسار

محمد اقبال

لاہور ۲۷ نومبر ۱۴ء

مخدومی جناب خاں صاحب السلام علیکم

مثنوی ختم ہو گئی ہے۔ آج کل کتابت کرا رہا ہوں۔ چند روز کے بعد پریس میں
چلی جائے گی۔ مولوی گرامی نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کی تقریظ اس
مثنوی میں شامل ہو۔ مہربانی کر کے ان کی خدمت میں عرض کیجئے کہ
وہ تقریظ کے اشعار ارسال فرمائیں۔ مجھ کو ان کا پتہ معلوم نہیں ورنہ آپ کو
تکلیف نہ دیتا اور ان کو براہ راست خط لکھتا۔

پندرہ روز کے اندر اندر تقریظ مل جانی چاہئے — والسلام

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہو

خاکسار محمد اقبال

—— (۱۲) ——

لاہور ۲۷ نومبر ۱۹۱۷ء

مخدومی جناب خان صاحب ! السلام علیکم

مثنوی ختم ہوگئی اسے نقل کر رہا ہوں چند روز کے بعد پریس میں دے دی جائے گی - مولوی گرامی نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کی تقریظ کے بغیر مثنوی شائع نہ ہو مہربانی کر کے ان کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ تقریظ کے اشعار ارسال فرمائیں ۔ مجھے ان کا پتہ معلوم نہیں ورنہ آپ کو پیغام بری کی زحمت نہ دیتا اور ان کو براہ راست خط لکھتا ۔

پندرہ روز کے اندر اندر تقریظ مل جانی چاہئے ۔ والسلام

آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔

خاکسار

محمد اقبال

—— (۱۳) ——

لاہور ۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء

مخدومی جناب خان صاحب ! السلام علیکم

نوازش نامہ مل گیا تھا کیا کہئے دل کو آپ سے آنس ہے مگر جالندھر لاہور سے دور ہے تاہم تعطیلوں کی وجہ سے ضرور حاضر ہوتا مگر دقت یہ آ پڑی کہ میرے والد مکرم پرسوں لاہور تشریف لاتے ہیں ۔ کل شیخ عمر بخش صاحب سے ملاقات ہوئی تھی ان کی معرفت بھی یہی پیغام ارسال کر چکا ہوں ۔ گاؤں کی زندگی واقعی قابل رشک ہے اور اگر جالندھر کے افغانوں میں کچھ اپنے قومی و ملی خصائص ابھی تک محفوظ ہیں تو اسی زندگی کی وجہ سے مگر گنے کی کھیر سے یاران ہم دم کی صحبت شیریں تر ہے اور اس میں صرف اس قدر نقص ہے کہ ہر وقت میسر نہیں آتی ۔

مثنوی کل سنسر کے محکمے سے واپس آ گئی ہے ۔ انشاءاللہ آج کاتب کے حوالے کی جائے گی ۔ آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ گرامی صاحب سے ملاقات ہو تو سلام کہ دیجئے گا ان کا کوئی خط مجھے نہیں ملا - آپ کو تو معلوم ہوگا وہ بڑے مقدمہ باز ہو گئے ہیں ۔ میں نے سنا ہے کہ کسی دیوانی مقدمے میں انہوں نے جواب دعویٰ نظم میں دیا ہے ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

—— (۱۴) ——

۹ مارچ ۱۹۱۸ء

مخدومی خان صاحب ! السلام علیکم

فقیر صاحب کا ذکر شیخ صاحب سے سنا تھا ، مجھے بھی ان کے دیکھنے کا اشتیاق ہے ۔ مولوی گرامی صاحب کی بیوی کا خط درباره گواهی مجھے آیا تھا وہ مجھ سے قبضہ مکان کی شہادت دلوانا چاہتے ہیں مگر میری شہادت ان کے لئے کچھ مفید نہیں ہو سکتی میں نے ان کو مفصل لکھ دیا ہے معلوم نہیں میرا خط ان کو ملا یا نہ ملا ۔

چند روز میں ایم ۔ اے کا زبانی امتحان لینے کے لئے الہ آباد جانے والا ہوں اور یہ ممتحنی میں نے محض اس واسطے قبول کر لی کہ مولینا اکبر کی زیارت کا بہانہ ہو جائے گا ۔ خواجہ دل محمد صاحب والا مضمون میری نظر سے نہیں گذرا اور نہ ان کی نظم دیکھنے میں آئی ۔

آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

—— (۱۵) ——

مکرمی ! السلام علیکم

میں الہ آباد جانے والا تھا مگر مولینا اکبر کے خط سے معلوم ہوا کہ وہاں پلیگ زوروں پر ہے ۔ والد مکرم نے جو چند روز ہوئے یہاں تھے یہ خط دیکھ کر مجھے الہ آباد جانے سے روک دیا ۔ دهلی جانے کا قصد تھا مگر وہاں بھی نہ گیا ۔ نواب صاحب جاتی دفعہ مجھ سے کہ گئے تھے کہ ۲۲ مارچ کو واپس لاہور آ جائیں گے ۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ کسی اور جگہ جانے والے نہیں ہیں ۔ ۲۸ مارچ کو ان کے ایک مقدمہ کی تاریخ لدھیانہ میں ہے کمیشن مقرر کردہ عدالت نے خود ان کو بیان کے لئے طلب کیا ہے ممکن ہے کہ وہ اس تاریخ کو لدھیانے جائیں ۔ باقی حالات مجھے معلوم نہیں ۔ آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ میں خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء

—(۱۶)—

مخدومی ! آپ کا پوسٹ کارڈ ابھی ملا ہے ۔ الحمدللہ کہ خیریت ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر شیخ عمر بخش صاحب کبوتر نہیں لائے میں چاہتا ہوں کہ کبوتر یہاں اکتوبر میں آئیں اس سے پہلے نہ آئیں میں چند روز تک سیالکوٹ جانے والا ہوں وہاں کچھ عرصہ قیام کروں گا ستمبر کے آخر میں شاید یہاں آنا ہوگا ۔ امیرالدین خان کو بھی لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ باقی جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کے متعلق کیا عرض کروں آپ کو میری افتاد طبیعت سے بخوبی آگاہی ہے ۔

گرامی صاحب نے شاید ملک الموت کو کوئی رباعی کہہ کر ٹال دیا ہے اور کیا تعجب کہ ہجو کہنے کی دھمکی دے دی ہو ۔

آمید کہ مزاج بخیر ہوگا ۔ والسلام

مخلص
محمد اقبال

۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء

—(۱۷)—

لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۸ء

مخدوم و مکرم جناب خان صاحب ! السلام علیکم

میں ۳۰ ستمبر کو لاہور واپس آ گیا تھا اور اب کہیں جانے کا قصد نہیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں ۔ گرامی صاحب سنا ہے لاہور آنے والے ہیں ۔ میں نے آج ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالرحمن بھوپالی نے ایک مضمون مثنویوں پر انگریزی میں لکھا ہے جو رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ میں شائع ہوا ہے اگر آپ کی نظر سے نہ گذرا ہو تو لکھئے کہ اس کی ایک کاپی بھیج دوں اس کی کاپیاں ایسٹ اینڈ ویسٹ والوں نے علیحدہ بھی شائع کی ہیں اور صاحب مضمون نے چند کاپیاں مجھے بھیج دی تھیں ۔

کبوتروں کے لئے شکریہ قبول کیجئے ۔ بخار کا اب تک تو حملہ مجھ پر نہیں ہوا کونین کا استعمال میں نے کبھی نہیں کیا سوائے حالت بخار کے اور وہ بھی نہایت کراہت کے ساتھ ۔

آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ والسلام

مخلص
محمد اقبال

—— (۱۸) ——

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے الحمدللہ کہ آپ کے ہاں تا حال خیریت ہے - یہاں بھی خدا کے فضل و کرم سے اس وقت تک خیریت ہے - لاہور میں وبا[1] کی شدت بہت ہے یہاں تک کہ گورکن بھی میسر نہیں آتے - اللہ تعالیٰ سب جگہ اپنا فضل کرے اس بیماری کے جراثیم تمام دنیا کی فضا میں پائے جاتے ہیں اور غضب یہ ہے کہ اطبا اس کی تشخیص سے عاری ہیں - دوائی سے اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا کہ دوائی میسر نہیں ہوتی - دار چینی کا استعمال کہتے ہیں مفید ہے - قہوہ دو چار دفعہ دن میں پینا چاہئے - اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمائے - والسلام

آپ کا مخلص

محمد اقبال

لاہور ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء

—— (۱۹) ——

لاہور ۱۲ نومبر ۱۹۱۸ء

مخدومی خان صاحب ! السلام علیکم

کبوتروں کے دو جوڑے مل گئے اور آج آپ کا والا نامہ بھی مل گیا ہے جس کے لئے سراپا سپاس ہوں - انشاءاللہ ان کو حفاظت سے رکھا جائے گا اور اگر کبھی اپنے سے جدا کرنے کی ضرورت ہوئی تو آپ کی خدمت میں انہیں واپس بھیج دیا جائے گا - اس عطیے کے لئے آپ کا شکریہ ہے اور مزید شکریہ اس وقت ادا کروں گا جب ان کے جوہر مجھ پر آشکار ہو جائیں گے -

گرامی صاحب بیماری کے خوف سے سنا ہے خانہ نشین ہیں ان کی جگہ ان کا خط آیا تھا ان کے خود آنے کی یہاں کسی کو توقع نہیں زیادہ کیا عرض کروں خدا کا فضل و کرم ہے لاہور میں اب بیماری کا زور نہیں رہا بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ مرض دور ہو گیا -

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا - والسلام

مخلص

محمد اقبال

---

[1] ۱۹۱۸ء میں انفلوئنزا کی وبا پھیلی تھی اور مرگ انبوہ کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی -

(۲۰)

لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

والا نامہ ملا جس کے لئے سراپا سپاس ہوں مارچ میں آپ لاہور تشریف لاویں تو مولوی گرامی صاحب کو بھی ہمراہ لائیں وہ ایک مدت سے وعدہ کر رہے ہیں مگر کبھی ایفا نہیں کرتے ۔ کیا خوب ! آپ نے سنا کہ اقبال نے وکالت چھوڑ دی شاید یہ بھی کسی نے کہا ہو کہ کسی جنگل میں کٹیا بنالی ہے اور ہاؤ ہو کے نعرے بلند کر رہا ہے ! بہر حال روزی کے لئے سب ڈھنگ ہیں ، بیرسٹری چھوڑے گا تو کوئی اور ڈھنگ اختیار کرنا ہوگا۔ کسی نے خوب گپ اڑائی ہے معلوم نہیں اس کا مقصد اس خرافات سے کیا تھا ؟

باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے ۔ زیادہ کیا عرض کروں ، امید کہ جناب کا مزاج بخیر ہوگا ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

(۲۱)

لاہور ۵ فروری ۱۹۱۹ء

مخدومی ! السلام علیکم

الحمد للہ کہ گرامی صاحب بستی میں تشریف لائے اور آپ کی آرزو پوری ہوئی کاش میں بھی وہاں موجود ہوتا اور ان کے تازہ افکار سے بہرہ اندوز ہو کر لذت روحانی حاصل کرتا ۔ آخر فروری یا ابتدائے مارچ میں دہلی جانے کا قصد ہے ذوالفقار علی خان صاحب سے اس کا وعدہ ہو چکا ہے لاہور سے دہلی جاتے ہوئے یا وہاں سے واپس آتے ہوئے انشاءاللہ جالندھر ٹھہروں گا اور آپ سے اور گرامی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کروں گا ۔ ہاں گرامی صاحب نے مصرع خوب لگایا مسلمان کے پاس سوائے خدا کے اور کیا ہے انشاءاللہ اس کا حال عنقریب روشن ہو جائے گا ۔ آپ نے سنا ہے : الیس اللہ بکاف عبدہ (کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے ؟)

زیادہ کیا عرض کروں ۔ اُمید کہ مزاج بخیر ہو گا ۔ مولینا گرامی کی خدمت میں آداب عرض ہو ۔ یہ شعر بھی ان کی خدمت میں پیش کیجئے اور میری طرف سے عرض کیجئے کہ بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں :

ضبط از دل من برد و فرو ریخت بجا نم
آں نکتہ کہ با مومن و کافر نتواں گفت

مخلص
محمد اقبال، لاہور

—(۲۲)—

لاہور، ۱۱ فروری، ۱۹۱۹ء

مخدومی جناب خان صاحب ! السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ والا نامہ مل گیا ہے ۔ گرامی صاحب، اُمید ہے، بخیریت ہوں گے ۔ آپ کے دوسرے مصرع میں ایک بہت بڑے شاعر سے توارد ہو گیا ۔ ان کا شعر ہے ۔

آں چیز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است
بر دار تواں گفت و بہ منبر نتواں گفت

مگر مصرع جو قابل مصرع لگانے کے ہے یہ ہے
ایں سر خلیل است باآذر نتواں گفت

گرامی صاحب کی خدمت میں پیش کیجئے ۔ یہ مصرع کارڈ ھذا لکھتے ہوئے خیال میں آیا، مگر دوسرے مصرع کے لئے فکر کرنے کی فرصت نہیں ۔ فرصت کے اوقات میں انشاء اللہ فکر کروں گا ۔ اُمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا ۔ والسلام ، گرامی صاحب کی خدمت میں سلام ۔

مخلص
محمد اقبال

—(۲۳)—

لاہور، ۱۴ فروری، ۱۹۱۹ء

مخدومی ! السلام علیکم

نوازش نامہ مل گیا ہے ۔ اس سے پہلے ایک کارڈ لکھ چکا تھا ، اُمید کہ پہنچ کر ملاحظۂ عالی سے گذرا ہو گا ۔

مولینا گرامی کے اشعار جواہر ریزے ہیں ! سبحان اللہ ! ان کی خدمت میں عرض کیجئے کہ برائے خدا غزل پوری کریں ۔ آپ کے اشعار سے مجھے تعجب ہؤا ۔ معلوم نہ تھا کہ آپ چھپے رستم ہیں ۔ کیوں نہ ہو، آخر مولانا گرامی کے ہم وطن ہیں ۔

وافر اور ظاہر قوافی اس غزل میں درست نہیں۔ آپ نے شاید کافر بکسر فا کا خیال کیا ہو گا ، مگر غزل میں کافر بفتح فا ہے اور یہ لفظ بفتح فا بھی اساتذہ نے لکھا ہے ۔ زیادہ کیا عرض کروں ۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا ۔ کیا اچھا ہو ، مولینا گرامی ہفتہ دو ہفتہ کے لئے لاہور آ جائیں اور یہاں سے اکٹھے دہلی چلیں ۔ کل حکیم محمد اجمل خان صاحب بھی آنے والے ہیں ۔ ذوالفقار علی خان صاحب کے ہاں ان کا قیام ہو گا ۔

والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

—(۲۴)—

مخدومی جناب خان صاحب ! السلام علیکم

نوازش نامہ مل گیا جس کے لئے سراپا سپاس ہوں ۔ دہلی گیا تھا ، مگر جو دن جالندھر کے لئے رکھا تھا وہ وہیں دہلی نے لے لیا ۔ حکیم صاحب نے باصرار ٹھہرا لیا۔ اس واسطے آپ کی خدمت میں نہ ٹھہر سکا کہ ۷ مارچ کو کچہری میں کام تھا ۔ انشاءاللہ آپ سے جلد ملاقات ہو گی ۔ گرامی کی صحبت نیاز کو نظامی بنا ڈالے گی ۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا ۔ گرامی صاحب کی تپ کوئی نئی بات نہیں ۔ شاعروں کو قدرتی تپ ہوتی ہے ۔ والسلام

محمد اقبال ، لاہور

۱۳ مارچ، ۱۹۱۹ء

—(۲۵)—

۲۱ مارچ ۱۹۱۹ء

مخدومی خان صاحب ! السلام علیکم

والا نامہ مل گیا ہے جس کے لئے سراپا سپاس ہوں ۔ الحمدللہ کہ مولینا گرامی اور آپ مع الخیر ہیں ۔

دونوں شعروں کا مضمون لا جواب ہے، مگر بندش کھٹکتی ہے۔ پہلے شعر میں ''ناقہ نشیں'' کھٹکتا ہے اور ''ایں جا'' حشو معلوم ہوتا ہے۔ اگر پہلا مصرع یوں ہوتا ''قیس می گفت کہ از جام بلوریں رستم'' تو غالباً ''اینجا'' کی حشویت کسی قدر کم ہو جاتی، گو مطلق دور نہ ہوتی۔ دوسرے شعر کے دوسرے مصرع میں بھی ''اینجا'' حشو معلوم ہوتا ہے، بالخصوص جب کہ ''بر در مے کدہ'' کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ ان پر نظر ثانی فرمائیے۔ میں نے جام اور خرام بھی لکھے تھے:

نشہ از حال بگیریم و گذشتیم ز قال
نکتۂ فلسفہ درد تہ جام است اینجا

اے کہ تو پاس غلط کردۂ خود می داری
آنچہ پیش تو سکون است خرام است اینجا

اور ''لب بام'' اس طرح لکھا تھا:

مادریں رہ نفس دھر بر انداختہ ایم
آفتاب سحر او لب بام است اینجا

جب دو آدمیوں کا دوڑنے میں مقابلہ ہو اور ایک تھک کر رہ جائے اور اس کا دم پھول جائے تو فارسی میں کہتے ہیں 'نفس او بر انداختہ است۔' جیسے پنجابی میں کہتے ہیں ''دموں کڈھ دینا''۔ مقصود یہ ہے کہ ہم اس قدر تیز رفتار ہیں کہ روزگار کو بھی ہم نے نفس بر انداختہ کر دیا ہے، یہاں تک کہ اس کی صبح کا آفتاب ہمارے ہاں لب بام ہے۔ اس نظم کا عنوان تھا ''دنیائے عمل'' اور اسی مطلب کے یہ سب اشعار تھے۔

باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ جالندھر کے افاغنہ میں ذوق سخن باقی ہے اور یہ قوم ابھی اپنے بزرگوں کی روایات کو زندہ رکھتی ہے۔ افسوس کہ میں پشتو نہیں جانتا، ورنہ سرحد کی مارشل شاعری کو اردو یا فارسی لباس پہنانے کی کوشش کرتا۔

مولٰینا گرامی کی خدمت میں عرض کیجئے کہ اگر لاہور تشریف لانے کا قصد ہو تو ابھی آنا چاہئے، ورنہ پھر گرمی بڑھ جائے گی اور لطف صحبت خاک نہ رہے گا۔ کل نواب ذوالفقار علی خان صاحب بھی دہلی سے آنے والے ہیں، وہ مولانا گرامی سے ملنے کے بڑے آرزومند ہیں۔ زیادہ کیا عرض

کروں۔ آمید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ شیخ صاحب کو آپ کا پیغام دے دوں گا۔

مخلص

محمد اقبال، لاہور

—(۲٦)—

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

والا نامہ ابھی ملا ہے، جس کے لئے شکر گذار ہوں۔ خدا کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہوں اور دست بدعا ہوں کہ آپ مع جملہ اقربا و احباب کے تندرست ہوں۔ آپ نے اخباروں میں دیکھا ہوگا کہ لاہور میں مارشل لا کا اجرا کر دیا گیا ہے۔ حکام اس بات پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر امن پسند لوگوں کے لئے اس میں کوئی اندیشہ نہیں۔ آمید کہ مولینا گرامی مع الخیر ہوں گے۔ آن کی خدمت میں آداب عرض کیجئے۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال، لاہور

۲۰ اپریل، ۱۹۱۹ء

—(۲۷)—

مخدومی خان صاحب ! السلام علیکم۔ مجھے تو یقین ہے اور اس کا اظہار بھی کسی پہلے خط میں کر چکا ہوں کہ مولانا گرامی آپ کو شاعر بنا چھوڑیں گے۔ یہ غزل آنہیں ضرور دکھائیے :

شیخ در عہد جوانی بہ گل و مل می زیست
وعظ فرما شدہ آں روز کہ از کار شدہ

خوب شعر ہے۔ تھوڑی مشق کے بعد معمولی نقص جو اب پائے جاتے ہیں، دور ہو جائیں گے۔

کیا مولوی گرامی لاہور آنے کا بھی قصد رکھتے ہیں یا نہ ؟ معلوم ہوتا ہے خوف زدہ ہو گئے، مگر خوف کی کوئی بات نہیں۔ کل ایک شعر لکھا تھا، مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیجئے۔

برق را ایں بجگر می زند، آن رام کند
عشق از عقل فسوں پیشہ جگردار تر است

مخلص
محمد اقبال، لاہور

۱۹ مئی، ۱۹۱۹ء

—(۲۸)—

لاہور، ۳۰ اگست، ۱۹۱۹ء

مخدومی خان صاحب! السلام علیکم

کئی روز ہوئے، آپ کا والا نامہ ملا تھا، مگر میں ان دنوں پیچش میں مبتلا تھا، جواب نہ لکھ سکا۔ آج میز پر تلاش کرتا ہوں تو وہ خط ندارد ہے۔ تعجب ہے کہ آپ غزل تو مولوی گرامی صاحب کی صحبت میں لکھیں اور اصلاح کے لئے مجھ سے ارشاد ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اصفہان میں رہنا اور سرمہ ہندوستان سے خرید کرنا۔ آپ نیاز ہیں مگر گرامی صاحب کی صحبت ہے تو تمام جہان کے شعرا سے بے نیاز۔

بے نیازانہ ز ارباب کرم می گذرم
چوں سیہ چشم کہ بر سرمہ فروشاں گذرد

باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ سیالکوٹ جانے کی دو دفعہ کوشش کی، مگر ریزرو گاڑی نہ مل سکی۔ ایک دفعہ ریلوے سٹیشن سے واپس آنا پڑا کہ حکام نے ریزرو گاڑی دینے کا غیر مشروط وعدہ نہ کیا تھا، اتفاق سے اسی شب ملٹری افسر آگئے۔ مجھے بمع اہل و عیال رات کے ساڑھے بارہ بجے واپس آنا پڑا۔ اس تکلیف کے بعد اب کہیں جانے کی ہمت نہیں رہی۔ گرامی صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیجئے۔ ان سے کہئے کہ علم کی ہجو میں کوئی شعر فرمائیے، مگر صوفیانہ رنگ میں نہ ہو۔ یعنی العلم حجاب الاکبر کا رنگ نہ ہو۔

مخلص
محمد اقبال، لاہور

—(۲۹)—

لاہور، ۴ ستمبر، ۱۹۱۹ء

مخدومی خان صاحب ! السلام علیکم

سیالکوٹ نہ جا سکنے کی وجہ عرض کر چکا ہوں ۔ اب پھر ارادہ کیا ہے ، لیکن امید ہے کہ ارادہ کی تکمیل ہو جائے ، اس واسطے کہ اکیلا جاؤں گا ۔ اہل و عیال ہمراہ نہ ہوں گے ۔ میرے برادر بزرگوار پشاور سے دس روز کی رخصت پر آئے ہیں ، اُن سے ملنا ہے ، ایک ہفتہ یا شاید اس سے بھی (زیادہ) وہاں قیام رہے گا ، واپس آکر فیصلہ کروں گا کہ جالندھر بھی حاضری ہو سکے گی یا نہیں ۔ مولٰینا گرامی کی خدمت میں عرض کیجئے گا کہ پنشن بند کروانے کا اچھا نسخہ ان لوگوں کو سوجھا ۔ انشاء اللہ اب لاہور بلانے کے لئے بھی یہی نسخہ استعمال کیا جائے گا ۔ اُن کو معلوم ہوگا، سید علی امام وہاں پہنچ گئے ہیں ۔ اگر وہ لاہور نہ آئے تو میں انہیں ضرور لکھوں گا کہ گرامی کی پنشن بند کی جائے اور اُس کی عرضیوں کا کوئی جواب نہ دیا جائے ۔

آپ کی غزلوں میں مجھے دوسری غزل (خفت است) کا مطلع پسند ہے ۔ باقی اشعار پھر لکھئے ۔

کبوتروں کے دو جوڑے جو آپ نے بکمال عنایت عطا فرمائے تھے ۔ اُن میں سے ایک جوڑا بچے نہیں دیتا ، انڈے توڑ دیتا ہے اور دوسرے کبوتروں کے نیچے بھی اس کے انڈے رکھے جائیں تو بچے نہیں نکلتے ۔ دوسرے جوڑے نے بچے دئے ، مگر ان میں سے دو جو بہت اچھا اُڑتے تھے ، شکاری جانوروں کا شکار ہو گئے ، ایک باقی ہے ، جوڑے میں نر ضعیف اور کمزور ہے ، امید نہیں دیر تک زندہ رہے ، بہتر یہ ہے کہ چند بچوں کے جوڑے بھجوائیے ، اگر ممکن ہو تو — میں نے لدھیانے بھی لکھا ہے اور شاہجہانپور سے بھی انشاء اللہ کبوتر آئیں گے ۔

آپ کے صاحبزادے نے ذکر کیا تھا کہ فیروزپور میں کوئی شخص ہے جو کبوتروں کو مستقل رنگ دے سکتا ہے، جو رنگ ان کے بچوں میں منتقل ہو سکتا ہے ۔ مہربانی کرکے صاحبزادے سے دریافت کیجئے کہ اُس آدمی کا پتہ کیا ہے ۔ کل کرنل سٹیفنسن صاحب (سے) کبوتروں کے رنگوں کے متعلق

بہت گفتگو ہوئی۔ اُنہوں نے چند کتابوں کے نام لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ گرامی صاحب کی خدمت میں سلام عرض ہو۔

مخلص

محمد اقبال

—(۳۰)—

مخدومی! السلام علیکم

کارڈ ملا۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے۔ شیخ صاحب سے میں نے آپ کے خط کا تذکرہ کیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ دسمبر کی تعطیلوں سے مراد تھی۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح نومبر میں یا اگر ممکن نہ ہؤا تو دسمبر (میں) آپ کی خدمت میں ہم دونوں حاضر ہوں گے۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ مولینا گرامی کی خدمت میں آداب عرض ہوں۔ وہ کب حیدر آباد جانے کا قصد رکھتے ہیں؟ حیدر آباد سے ایک بزرگ نے اپنا دیوان مجھے ارسال کیا ہے۔ اُن کا نام نواب عزیز جنگ (شمس العلماء خان بہادر) ہے۔ گرامی صاحب اُنہیں جانتے ہوں گے۔ والسلام

اُمید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

محمد اقبال، لاہور

۱۴ اکتوبر، ۱۹۱۹ء

—(۳۱)—

عصیان ما و رحمت پروردگار ما
ایں را نہایتے است نہ آں را نہایتے

مخدومی! السلام علیکم

والا نامہ ابھی ملا ہے۔ اس سے پہلے ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔ شعر مندرجہ عنوان نے بے چین کر دیا۔ سبحان اللہ! گرامی کے اس شعر پر ایک لاکھ دفعہ اللہ اکبر پڑھنا چاہئے۔ خواجہ حافظ تو ایک طرف، مجھے یقین ہے فارسی لٹریچر میں اس پائے کا شعر کم نکلے گا۔ انسان کی بے نہایتی

کا ثبوت دیا ہے ، مگر اس انداز سے کہ موحد کی روح فدا ہو جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک معنی میں انسان بھی بے نہایت ہے اور یہی صداقت مسئلۂ وحدت الوجود میں ہے۔ شاعر نے اس حقیقت کو اس خوبی سے نمایاں کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اسلامی حقائق کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ یہی ہے کمال شاعری جو الہام کے پہلو بہ پہلو ہے۔

''تمہید نیم خند تو مرگ ولایتے''

اگر یہ شعر مطلع ہوتا تو خواجہ کی پوری غزل کا جواب ہوتا اور اگر یہ مصرع خواجہ کو سوجھتا تو وہ اس پر فخر کرتے، البتہ پہلے مصرع میں جو لفظ ''آن'' آیا ہے ، اس کو کسی نہ کسی طرح نکالنا چاہئے (عنوان آن نگاہ) یہ مشورہ مولینا کی خدمت میں پیش کیجئے۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ اب کہ یہ خط لکھ رہا ہوں۔ شعر مندرجہ عنوان کے اثر سے دل سوز و گداز سے معمور ہے۔ گرامی صاحب اپنے شعر کا فوری اثر دیکھتے تو نہ صرف میری ولایت کے قائل ہو جاتے، بلکہ اپنی ولایت میں بھی انہیں شک نہ رہتا۔ امید کہ ان کا روپیہ حیدر آباد سے آ گیا ہوگا۔ لیکن اگر پریشانی ان سے ایسے اشعار لکھواتی ہے تو اہل ذوق کو حضور نظام کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیجنی چاہئے کہ ان کا منصب بند کر دیا جائے۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

۱۴ اکتوبر ، ۱۹۱۹ء

—(۳۲)—

لاہور، ۱۹ اکتوبر، ۱۹۱۹ء

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا خط ملا ، الحمد للہ کہ خیریت ہے۔ گرامی صاحب کے شعر میں ''یک'' نہایت موزوں ہے۔ ''یک نگاہ'' اور نیم خند کا مقابلہ نہایت لطیف ہے۔ یہ کچھ ضروری نہیں کہ صاحب الہام اپنی بلاغت سے بھی آگاہ ہو۔ اگر گرامی صاحب کے خیال میں وہ معانی نہ تھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کے الفاظ میں تو موجود ہیں۔

مجھے یہ سن کر تعجب ہؤا کہ آپ میرے خطوط محفوظ رکھتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہؤا، جب اُنھوں نے میرے بعض خطوط ایک کتاب میں شائع کر دئے تو مجھے بہت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ خطوط ہمیشہ عجلت میں لکھے جاتے ہیں اور اُن کی اشاعت مقصود نہیں ہوتی۔ عدیم الفرصتی تحریر میں ایک ایسا انداز پیدا کر دیتی ہے جس کو پرائیویٹ خطوط میں معاف کر سکتے ہیں۔ مگر اشاعت اُن کی نظرثانی کے بغیر نہ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ میں پرائیویٹ خطوط کے طرز بیان میں خصوصیت کے ساتھ لا پرواہ ہوں۔ اُمید ہے، آپ میرے خطوط کو اشاعت کے خیال سے محفوظ نہ رکھتے ہوں گے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ اُمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص، محمد اقبال، لاہور

—(۳۳)—

لاہور، ۹ نومبر ۱۹۱۹ء

مخدومی! السلام علیکم

نوازش نامہ ملا۔ جس کے لئے شکر گزار ہوں۔

مسئلۂ خلافت ایک خالص مذہبی مسئلہ ہے۔ اس خیال سے کہ اِس مسئلے کے متعلق مسلمانوں کو امر بالمعروف کرنا میرا فرض ہے۔ جلسے میں چلا گیا۔ سکریٹری شپ انجمن حمایت اسلام کے لئے میں کوئی کوشش نہیں کر رہا۔ مسلمان پبلک میرے سپرد یہ کام کرنا چاہتی ہے اور میں نے بعض معززین سے وعدہ کیا ہے کہ اگر عبدالعزیز صاحب مستعفی ہو جائیں، تو میں یہ کام اپنے ذمہ لے لوں گا۔ اس سے زیادہ میری اور کوئی کوشش نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ مقصود جاہ طلبی اور نام و نمود نہیں۔ اگر عبدالعزیز صاحب نے یہ کام چھوڑ دیا تو میں جہاں تک میرے بس میں ہوگا، کام کروں گا۔

آپ کے دوست کے اشعار نہایت خوب ہیں، خاص کر یہ مصرع

''اپنی ہستی کے ہم سوالی ہیں''

''ہو اثر کیا حروف خالی ہیں'' بھی پتے کی بات ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں ، خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے ۔ گرامی صاحب کی خدمت میں آداب عرض کیجئے ۔

۲۳ دسمبر کو دھلی جاؤں گا ، وھاں سے ۲۵ یا ۲۶ کو واپس ہوتا ہؤا ایک آدہ روز کے لئے آپ کی خدمت میں بھی ٹھہر جاؤں گا ، بشرطیکہ صحت اچھی رھی ۔ سردی کا سفر بہ سبب ضعف گردہ میرے لئے مضر ہوتا ہے ۔ مولنٰا اکبر الہ آبادی دھلی میں ھیں اور آخر دسمبر تک قیام کریں گے ۔ آن کی زیارت ضروری ہے ۔ اس کے لئے فقیر سید نجم الدین صاحب کے لڑکے کی شادی ہے ، وہ اصرار کر رہے ھیں ۔ اگر مولنٰا اکبر کی کشش نہ ھوتی تو فقیر صاحب سے معافی مانگ لیتا ۔ والسلام

آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ھوگا ۔

مخلص

محمد اقبال

—(۳۴)—

مخدومی ! السلام علیکم

کیا دسمبر کی تعطیلوں کے تمام دن آپ جالندھر ھی تشریف رکھیں گے یا کسی اور جگہ جانے کا بھی قصد ہے ؟ مطلع فرمائیے ۔

گرامی صاحب کی خدمت میں آداب عرض ۔

مخلص

محمد اقبال

۱۵ دسمبر ، ۱۹۱۹ء

—(۳۵)—

لاھور ، ۱۹ دسمبر ، ۱۹۱۹ء

مخدومی ! السلام علیکم

تقریر جو اس جلسے میں میں نے کی تھی ، وہ ایک ریزولیوشن کی تائید یا شاید تحریک میں تھی ، مسئلۂ خلافت پر نہ تھی ۔ مذھبی پہلو اس (کا) حرمین کی حفاظت سے تعلق رکھتا ہے ۔ اخباروں (مثلاً آفتاب) میں اس کا کچھ حصہ رپورٹ ھؤا تھا ۔ میرے پاس اس کی کوئی کاپی نہیں ، ورنہ مرسل خدمت ھوتی ۔

۲۳ کی شام کو یہاں سے چلوں گا، مگر فقیر محمد صاحب کے لڑکے کی برات بھٹنڈہ لائن سے جائے گی، اس واسطے جالندھر سٹیشن پر ملاقات نہ ہو سکے گی۔ واپسی پر انشاء اللہ ایک روز آپ کی خدمت میں قیام رہے گا اور مولوی گرامی صاحب سے بھی ملاقات ہوگی۔ یہ ممکن ہے کہ ۲۵ دسمبر کی صبح کو جالندھر پہنچ جائیں یا شام کو۔ غرضکہ اس سفر میں انشاء اللہ ایفائے وعدہ کی پوری کوشش ہوگی۔ مولانا اکبر تو غالباً ۲۳ سے پہلے ہی الہ آباد چلے جائیں گے، کیونکہ اُن کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ میں نے بھی اُن کی زحمت کے خیال سے زور نہیں دیا کہ وہ دہلی میں میری آمد تک قیام فرمائیں۔

۲۵، ۲۶ اور ۲۷ کو آپ جالندھر میں نہ ہوں تو اطلاعی کارڈ لکھ بھیجیں۔ آپ کو سٹیشن پر آنے کی ضرورت نہیں۔ میں سیدھا امیرالدین خان کی کوٹھی پر پہنچوں گا۔ آپ اُن کو مطلع کر دیں کہ وہ ۲۵ یا ۲۶ کو کسی وقت میرا انتظار کریں۔ مولوی گرامی صاحب سے بھی کہ دیجئے گا۔

والسلام

مخلص

محمد اقبال، لاہور

—(۳۶)—

مخدوم مکرم! السلام علیکم

فقیر صاحب کے لڑکے کی برات کے ہمراہ میں نہیں جا سکا۔ اس روز بارش اور سردی اس شدت سے تھی کہ سفر کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کے علاوہ واپسی ٹرین کا رش یقینی۔ انشاء اللہ پھر کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

۲۵ دسمبر، ۱۹۱۹ء

—(۳۷)—

لاہور، ۱۱ فروری، ۱۹۲۰

مخدومی ! السلام علیکم

''مہندرا منڈل'' کی کسی کو خوب سوجھی ! لیکن تعجب ہے کہ وہ ''اندر سبھا'' کو نظر انداز کر گئے ۔

آپ کے خط سے یہ نہ معلوم ہؤا کہ آیا Princes Assembly سے مراد وہ ''اپر چیمبر'' ہے جو انگلستان کے ہوس آف لارڈز کے طرز پر ہندوستان کے نئے قانون اساسی کا ایک جزو ہوگا یا کوئی اور مجلس ۔ نوابوں اور راجوں کی ایک کانفرنس تو شاید پہلے سے بھی قائم ہے ۔ غالباً آپ کی مراد اپر چیمبر سے ہے ۔ انگلستان میں آپ کو معلوم ہے کہ دو ہوس ہیں ۔ یعنی ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز ۔ ہندوستان کے دو ہوسوں کو مجلس عمومی اور مجلس خصوصی کہ سکتے ہیں یا مجلس عوام اور مجلس خواص ۔ بہتر تو یہ ہے کہ انگریزی نام رکھے جائیں ، کیونکہ دوغلا نام ایسا مشکل سے نکل سکے گا جو سب کو پسند ہو ۔ ایرانیوں نے پارلیمنٹ کا ترجمہ مجلس ہی کیا ہے ۔

زیادہ کیا عرض کروں ۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ گرامی صاحب کی خدمت میں سلام علیکم عرض کیجئے ۔ سنا ہے وہ مجھ پر ناراض ہیں کہ میں نے خلافت کمیٹی سے کیوں استعفا دے دیا ۔ وہ لاہور آئیں تو ان کو حالات سے آگاہ کروں ۔ جس طرح یہ کمیٹی قائم کی گئی اور جو کچھ اس کے بعض ممبروں کا مقصد تھا ، اس کے اعتبار سے تو اس کمیٹی کا وجود میری رائے میں مسلمانوں کے لئے خطرناک تھا ۔

محمد اقبال

—(۳۸)—

مخدومی ! السلام علیکم

میں ایک طویل سفر کے بعد پرسوں لاہور آیا ہوں ۔ ایک مقدمہ کے ضمن میں آرہ (صوبہ بہار) گیا ہؤا تھا ۔ اب تو کچھ عرصہ تک مزید سفر کی ہمت نہ ہوگی ۔ چیمبر آف پرنسز کے واسطے میرے خیال میں ایوان خواص

موزوں ہے یا ایوان آمرا ۔ لیکن مقدم الذکر موزوں تر ہے ۔ اگر پہلے چیمبر کو ایوان عوام کہا جائے ۔ ایوان اول و ثانی بھی کہہ سکتے ہیں ۔ مگر نام یا تو بالکل فارسی ہونا چاہئے یا بالکل ہندی ۔ شتر گر بہ کچھ نہ ہوگا اور کسی کو پسند بھی نہ ہوگا ۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ سنا ہے ، گرامی صاحب نے رخصت کی توسیع کرا لی ہے ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

۹ مارچ ، ۱۹۲۰ء

—(۳۹)—

لاہور ، ۱۸ مارچ ، ۱۹۲۰ء

مخدومی ! السلام علیکم

دائرۃ المعارف ، مصنفہ البستانی ، مجلد سابع صفحہ ۴۴۲ ۔ ممن لہم شہرۃ من ولد خالد ، ابنہ المہاجر و ابنہٗ عبدالرحمن و حفید؛ خالد ابن المہاجر و غیرہم ۔

وقال الزبیر ابن بکار قد انقرض ولد خالد ابن ولید و لم یبق منہم احد ۔

مقصود مندرجہ بالا عبارت کا یہ ہے کہ خالدرض کی اولاد سے المہاجر عبدالرحمن اور خالد ابن المہاجر ، ان کے پوتے ، مشہور ہوئے ہیں ۔ الزبیر ابن بکار کہتے ہیں کہ سلسلہ اولاد خالد ابن ولید کا منقطع ہوگیا ۔

آپ کے سوال کا جواب اس میں آجاتا ہے ۔ ابن خلکان نہیں دیکھ سکا ، لیکن سب سے زیادہ معتبر طبقات ابن سعد ہے ۔ مجھے یقین ہے ، خالدرض بن ولید کا ذکر اس میں ضرور ہوگا ۔ علی گڑھ کالج کے کتب خانے میں ہے ۔ وہاں کسی کو لکھ کر دریافت کیجئے ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

—(۴۰)—

لاہور ، ۱۰ اپریل ، ۱۹۲۰ء

مخدومی ! السلام علیکم

والا نامہ مل گیا ہے ، جس کے لئے سراپا سپاس ہوں ۔

انجمن کے حالات پھر کبھی ملاقات ہوئی تو عرض کروں گا۔ میں خود اس قسم کے جھگڑوں سے علیحدہ رہا اور ہمیشہ سے میرا یہی شیوہ ہے۔ مگر جب علماء مسلمین مجھ سے کسی خدمت پر اصرار کریں تو انکار نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک میری بساط ہوگی، انشاء اللہ کام کیا جائے گا۔ چندہ کے اعتبار سے اس جلسے کو بڑی کامیابی ہوئی، حالانکہ کام کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ملا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

مولٰنا گرامی آئے ہوئے تھے۔ آن کی طبیعت علیل تھی۔ آج صبح تشریف لے گئے ہیں۔ ہاں کبوتروں کے متعلق لکھنا بھول گیا۔ آپ نے دو جوڑہ ارسال فرمائے تھے، جن میں سے ایک کا عدم و وجود برابر تھا۔ کیونکہ وہ اپنے انڈے توڑ دیتا تھا۔ اب مہربانی (کرکے) دو جوڑہ یا اگر دو نہیں تو ایک ارسال فرمائیے۔ وہ نسل کبوتروں کی بہت عمدہ ہے، آس نسل کے ہوں جس سے وہ پہلے کبوتر تھے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ آمید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

مولٰنا گرامی سٹیشن کی راہ سے ہی واپس آ گئے ہیں، کہتے ہیں کہ دو بجے کی گاڑی میں جاؤں گا۔ والسلام۔

مخلص

محمد اقبال

—(۴۱)—

لاہور، ۱۶ اپریل، ۱۹۲۰ء

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے۔ جس کے لئے سپاس گذار ہوں۔ کبوتروں کے واسطے میں نے ماسٹر رحمت اللہ، ڈرائنگ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول، جالندھر کو لکھا ہے۔ اگر وہ عنقریب لاہور آنے والے ہوئے تو آن کے همدست ارسال فرما دیجئے گا اور اگر مجھے معلوم ہؤا کہ وہ عنقریب آنے والے نہیں ہیں تو پھر میں آپ کے بلانے پر اپنا آدمی یہاں سے ارسال کر دوں گا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کے کبوتروں کے برابر میرے تجربے میں کوئی نسل کبوتروں کی نہیں آئی۔ میں نے لدھیانہ، ملتان،

سیالکوٹ ، گجرات ، شاھجہان پور سے کبوتر منگوائے ، مگر اتنی تعداد اچھے خواص کی کسی نسل میں جمع نہیں ، جتنی کہ آپ کے کبوتروں میں ۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ ظاھری شکل خوب صورت اور اس کے ساتھ اڑان اور کھیل ۔

گرامی صاحب یہاں کئی روز رہے اور خوب شعر خوانی ھوتی رھی ۔ مگر وہ کچھ بیمار ھو گئے ، جس میں ان کے وھم نے اور بھی اضافہ کر دیا ۔ یہاں ڈاکٹر صاحب کو دکھلایا گیا ۔ اگر وہ ٹھہرتے تو ان کا باقاعدہ علاج کرایا جاتا ۔ جالندھر اور ھوشیارپور کی نسبت تو ان کے قدر دانوں کی تعداد لاھور میں زیادہ ہے ۔ پھر معلوم نہیں وہ کیوں جلد اداس ھو جاتے ھیں ۔ کل ان کا خط آیا تھا ، جس میں انہوں نے ایک شعر نہایت مزے کا لکھا تھا ، اس ضیافت روحانی میں آپ کو بھی شریک کرتا ھوں ۔

سبق از یک ورق لیلیٰ و مجنوں را چہ حال است ایں
یکے دیوانہ می گردد یکے فرزانہ می خیزد

مخلص

محمد اقبال

لاھور ، ۱۱ مئی ، ۱۹۲۰ء

—(۳۲)—

مخدومی ! السلام علیکم

نوازش نامہ ابھی ملا ہے ، الحمد للہ کہ آپ کو صحت ھو گئی ۔ جس کبوتر کا آپ نے ذکر (کیا ہے) ، اس کو میں نے بھی خصوصیت سے نوٹ کیا ہے ۔ واقعی شکل سے بھی نہایت اچھا اور صاحب اوصاف مطلوبہ معلوم ھوتا ہے ۔

نواب ابراھیم علی خاں صاحب نے کنج پورہ سے چند سفید کبوتر بھیجے ھیں ۔ دیکھنے میں وہ بھی نہایت اچھے ھیں ۔ کیا عجب کہ اوصاف میں بھی اچھے ھوں ۔ چونکہ بھیجنے والا بانیٔ کعبہ کا ھمنام ہے ۔ اس واسطے میں نے ان کبوتروں کو کبوتران حرم کا خطاب دیا ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل کے کبوتران حرم پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ۔ کسی فارسی استاد کا شعر تھا ۔ میں نے اس پر ایک اور شعر لگا کر شریف حرم کو خطاب کیا ہے ۔

با مرغ حرم از من دل سوختہ فرما
اے آنکہ بصحرا نفس آزاد بر آری
جو یائے گلستانی و از طالع گمراہ
ترسم کہ سر از خانۂ صیاد بر آری''

آپ کا مضمون خلافت میری نظر سے نہیں گذرا ، مگر منگوا کر دیکھوں گا۔ شیخ عمر بخش صاحب نے بھی اُس کا ذکر کیا تھا۔ ایران کے فلسفے پر میں نے ایک کتاب لکھی تھی ، محض ایک خاکہ تھا ، جسے بعد میں پر کرنے کا مقصد تھا۔ مگر وقت نے مساعدت نہ کی۔ افسوس کہ اب اس کی کوئی کاپی میرے پاس موجود نہیں۔ گورنمنٹ کالج کے کتب خانے میں ایک کاپی ہے۔ کئی دن ہوئے ، میں نے راما کرشنا ، کتب فروش لاہور سے کہا کہ لنڈن سے اُس کی ایک کاپی مجھے منگوا دے۔ لنڈن سے مل سکتی ہے۔ پتہ یہ ہے :

Messrs. Luzac & Co.,
Oriental Publishers & Booksellers,
Opposite to Brtiish Museum,
London.

مخلص

محمد اقبال

—(۴۳)—

لاہور ، ۱۸ مئی ، ۱۹۲۰ء

مخدومی ! السلام علیکم

نوازش نامہ مل گیا ہے ، جس کے لئے ممنون ہوں۔

میں نے نبی کریم کو مخاطب کرکے ایک فارسی قصیدہ لکھنا شروع کیا ہے۔ جس میں یہ سب مضامین انشاء اللہ آ جائیں گے۔ خدا کرے کہ یہ ختم ہو جائے۔ عرشی امرتسری نے چند شعر لکھ کر میرے زخم کو چھیڑ دیا۔ اُن کا معمولی جواب تو میں نے زمیندار میں شائع کر دیا تھا۔ جو آپ کی نظر سے گذرا ہوگا۔ اصل جواب ابھی باقی ہے۔ ابھی چند اشعار ہی لکھے

ھیں - مگر اُن کے لکھتے وقت قلب کی جو حالت ھوئی ، اس سے پہلے عمر بھر کبھی نہ ھوئی تھی - دو شعر لکھتا ھوں -

بہر نذر آستانت از عجم آوردہ ام
سجدۂ شوقے کہ خوں گردید در سیمائے من

تیغ لا در پنجۂ ایں کافر دیرینہ دہ
باز بنگر در جہاں ھنگامۂ الائے من

مخلص

محمد اقبال

—— (۴۴) ——

لاھور، ۲۱ مئی، ۱۹۲۰ء

مخدومی ! السلام علیکم

یہ معلوم کرکے رنج ھؤا کہ آپ ابھی تک ناتواں ھیں - اللہ تعالیٰ صحت عاجل کرامت فرمائے -

جس رشتے کا میں نے ذکر کیا تھا - اُس کے کوائف مختصر یہ ھیں : آپ شاید.........کو جانتے ھوں گے - یہ صاحب عرصے سے لاھور میں مقیم ھیں اور.........کے رشتہ دار اور اصل میں.........کے رھنے والے ھیں - ....کے مکان کے قریب ھی اُن کا مکان ھے - یعنی.........کے باھر -

جس لڑکی کا میں نے ذکر کیا تھا ، وہ اُن کی نواسی ھے - لڑکی کے باپ.........کو میں کئی سالوں سے جانتا ھوں - نہایت نیک نفس آدمی ھے - وہ بھی.........کے عزیزوں میں ھیں اور.........کے رھنے والے ھیں - فنانشیل کمشنر کے دفتر میں بمشاھرہ یک صد یا شاید ڈیڑھ سو روپیہ ماھوار ملازم ھیں - اُن کے ھاں اور کوئی اولاد نہیں ھے ....کا بھی کوئی وارث سوائے اس لڑکی کی والدہ کے نہیں ھے - غرض کہ سارے خاندان میں صرف یہی ایک لڑکی ھے - جہاں تک مجھے معلوم ھے ، لڑکی کی تعلیم و تربیت اچھی ھے اور شکل صورت کے اعتبار سے بھی بہت اچھی ھے - والد اُس کا خوش شکل آدمی ھے - اس سے بھی یہی قیاس ھوتا ھے ....صحیح النسب بھی ھوتے ھیں - مزید حالات بھی اگر آپ چاھیں تو

.... اصحاب متذکرہ کے نام اور کوائف مصلحتاً حذف کر دئے گئے ھیں -

معلوم ہو سکتے ہیں - میں نے یہ خط بہت جلدی میں گھسیٹا ہے - اس واسطے کہ روزہ کی وجہ سے طبیعت پریشان ہے اور شام کا وقت قریب ہے - امید کہ مزاج بخیر ہوگا - والسلام

مخلص
محمد اقبال

—(۴۵)—

لاہور، ۱۰ جون، ۱۹۲۰ء

مخدومی ! السلام علیکم

نوازش نامہ ملا - جس کے لئے سراپا سپاس ہوں -

انسانوں کو خدا نے قبائل میں تقسیم کیا - اس واسطے کہ ان کی شناخت کی جاسکے (وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفو) ، نہ اس واسطے کہ یہ امتیاز سلسلۂ ازدواج میں ممد و معاون ہو -

خویشتن را ترک و افغاں خواندۂ
وائے بر تو آں چہ بودی ماندۂ

بہر حال میں مزید حالات دریافت کروں گا - ان کے صحیح النسب افغان ہونے میں تو کلام نہیں ، مگر ریاست میں وہ شاید یہ سلسلہ پسند نہ کریں - اگر امید افزا جواب ملا تو لکھوں گا -

لندن و برلن کا سفر ضرور کیا تھا - مگر وہ بات اور تھی -

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شراب علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو

اگر وہی امر اب بھی محرک ہو تو اقبال افریقہ کے ریگستان طے کرنے کو تیار ہے - مگر اس سے یہ نہ سمجھئے کہ جالندھر نہ آئے گا - آموں کی کشش کشش علم سے کچھ کم نہیں - یہ بات بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ کھانے پینے کی چیزوں (میں) صرف آم ہی ایک ایسی شے ہے جس سے مجھے محبت ہے - کل سردار جوگندر سنگھ ، ایڈیٹر ایسٹ اینڈ ویسٹ ملنے آئے تھے - کہتے تھے لکھنؤ سے بھجواؤں گا اور ساری فصل بھجواتا رہوں گا - چند سال ہوئے

مولانا اکبر نے الہ آباد سے لنگڑا آم بھیجا تھا۔ میں نے رسید میں یہ شعر لکھا۔

اثر یہ تیرے اعجاز مسیحائی کا ہے اکبر
الہ آباد سے لنگڑا چلا لاہور تک پہنچا

غرض کہ انشاء اللہ اب کے جالندھر میں آپ سے ملاقات ہونے کی امید ہے۔ جولائی میں عدالت بند ہونے پر مجھے شاید کلکتہ یا الہ آباد جانا ہوگا۔ کیونکہ وہاں ہندوستان کی یونیورسٹیوں کی کانفرنس ہے اور پنجاب یونیورسٹی نے مجھے اپنا نمایندہ منتخب کیا ہے۔ اس سفر سے واپس آتے ہوئے انشاء اللہ نیاز الدین خاں صاحب کا نیاز حاصل ہوگا۔

افسوس کہ قصیدہ ابھی تک ختم نہ ہؤا۔ البتہ کچھ شعر اور ہو گئے ہیں۔ کیا کیا جائے یک سر و ہزار سودا۔ لیکن جو کچھ میرے دل میں ہے وہ کاغذ پر آ گیا تو واقعی وہ قصیدہ ایسا ہی ہوگا کہ اسے وظیفہ میں داخل کیا جائے۔ اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ جو پروفیسر نکلسن نے کیا ہے تیار ہو کر پبلشر کے پاس چلا گیا ہے۔ آمید ہے، دو چار ماہ میں شائع ہو جائے گا۔ پروفیسر نکلسن نے یہاں ایک پروفیسر کو خط لکھا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ اس مثنوی کے خیالات Most original and remarkable ہیں۔ انگلستان میں اُنھوں نے کئی لیکچر اس مثنوی پر دئے ہیں۔ اُن کو یقین ہے کہ ترجمہ مقبول ہوگا۔

زیادہ کیا عرض کروں خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ گرمی کی شدت یہاں بھی ہے۔ اب تک صرف گیارہ روزے رکھ سکا ہوں۔ وسط ایشیا کی ہانڈی اُبل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔

تا بر وید لالۂ آتش نژاد از خاک شام
باز سیرا بش ز خوناب مسلماں کردہ اند

کونٹ ٹالسٹائی (روسی امیر جس نے راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی اور جو اس ملک کے بہترین مضنفین میں تھا) کا خیال تھا کہ ''لالۂ آتش نژاد'' منگولین قوم سے پیدا ہوگا اور اس وقت دنیا میں موجود ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ اس کا خروج یا ظہور کب ہوگا اور وہ اس وقت روس میں ہے یا وسط ایشیا میں یا شام میں۔

مخلص
محمد اقبال

—(۳٦)—

لاہور، ۲۸ اکتوبر، ۱۹۲۰ء

مخدومی ! السلام علیکم

والا نامہ ملا ۔ الحمد للہ کہ اب آپ کا مزاج بخیر ہے ۔ شیخ صاحب سے آپ کی خیروعافیت کی خبر ملتی رہی ہے ۔

علی گڑھ سے ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی ۔ اسلامیہ کالج میں بھی وہی حالات پیدا ہو چلے تھے ۔ مگر طلباء کو چھٹی دے دی گئی ہے اور الحاق کے بارے میں خود اُن کی رائے میں بھی تبدیلی ہو رہی ہے ۔ اُمید ہے کہ اب اس بارے میں اراکین انجمن کو تردد نہ رہے گا ۔ میری تو یہی رائے ہے کہ گرانٹ اور الحاق کے بارے میں جو فتویٰ علما کا ہو ۔ اُس پر عمل کرنا چاہئے ۔ چونکہ واجب الطاعۃ امام اس وقت موجود نہیں ۔ اس واسطے جمہور مشاہیر علماء ہند کا فتویٰ ضروری ہوگا ۔ صرف ایک عالم کا فتویٰ اس بارے میں کافی نہیں ، خواہ وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو ۔ علماء کی غالب جماعت کا اس پر اتفاق ہونا چاہئے ۔ ۔ ذاتی رائے میری خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ۔ اگر علماء کا فتویٰ میری ذاتی رائے کے خلاف ہو تو سر تسلیم خم ہے ۔ جہاں تک میں اندازہ کرتا ہوں ، قرآن کے احکام اس بارے میں صاف و واضح ہیں ۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض مشہور علماء فتویٰ دیتے ہوئے خائف ہیں ۔ بعض کی خدمت میں میں نے خطوط لکھے ہیں ، مگر اُمید نہیں کہ جواب ملے ۔

باقی رہا میرا ان لوگوں سے ہم خیال ہونا ، ہم خیالی صرف اسی حد تک ہے ، جس حد تک قرآن کا حکم ہو اور بس ۔ اخباروں میں اُنہوں نے شائع کیا ہے کہ اقبال نے قومی آزاد یونیورسٹی سے متعلق مدد دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ یوں تو مسلمانوں کے معاملات میں اگر مجھ سے مدد طلب کی جائے تو مجھے تعمیل حکم میں کیوں کر تأمل ہو سکتا ہے ۔ تاہم جو کچھ اخباروں میں لکھا گیا ہے ، بالکل غلط ہے ۔ میرے ساتھ اُن کی کوئی گفتگو اس بارے میں نہیں ہوئی ۔ واقعات کی رو سے یہ بات بالکل غلط ہے ۔ اس خیال سے کہ علی گڑھ میں اس بیان سے لوگ دھوکا نہ کھائیں ، میں نے ایک تار آنریری سیکریٹری کو دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے ، جو اخباروں میں شائع ہوئی ہے ۔ زیادہ کیا عرض کروں ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

—(۴۷)—

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے - لیکن اس کا جواب لکھنا کارے دارد - بہت طویل ہوگا - فرصت مل گئی تو لکھوں گا - ورنہ اس وقت کا منتظر رہوں گا جب میں جالندھر آؤں یا آپ لاہور تشریف لاویں - انجمن کی سکرٹری شپ سے میں نے استعفا ضرور دیا تھا - مگر کام اب تک کر رہا ہوں اور جب تک استعفا منظور نہ ہو ، کرتا رہوں گا - امید کہ عوام کی حالت جنوں اب زیادہ دیر تک نہ رہے گی - تعلیم میں عدم تعاون کرنے کا یہ طریقہ نہ تھا ، جو بعض لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے - اگر عدم تعاون کو شرعی فرض بھی تسلیم کر لیا جائے تو طریق کار میرے نزدیک شریعت اسلامیہ کی سپرٹ کے مخالف ہے - اس پر مفصل گفتگو زبانی ہوگی اور احکام شریعت جو میری سمجھ میں آئے ہیں ، عرض کروں گا - زمیندار میں آپ نے میرا مضمون ملاحظہ کیا ہوگا -

یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ کی صحت اب اچھی ہے - انشاء اللہ کمزوری بھی رفتہ رفتہ دور ہو جائے گی -

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

۳ دسمبر ، ۱۹۲۰ء

—(۴۸)—

لاہور ، ۲۱ جنوری ، ۱۹۲۱ء

مخدومی ! السلام علیکم

والا نامہ ملا ، الحمد للہ کہ اب آپ بالکل بخیریت ہیں اور مارچ میں لاہور آنے کا قصد رکھتے ہیں - آپ سے مل کر بڑی مسرت ہوگی - صرف اسرار خودی کا ترجمہ انگریزی میں ہوا ہے - انگلستان اور امریکہ کے اخباروں میں عجیب و غریب ریویو اس پر شائع ہو رہے ہیں - اس وقت تک تین ریویو میری نظر سے گذرے ہیں - میں نے سنا ہے کہ پچاس ریویو شائع ہو چکے ہیں - نکلسن (مترجم کتاب) - جو دیباچہ لکھا ہے - وہ پڑھنے کے قابل ہے - یورپ کے پڑھے لکھے آدمیوں میں امید ہیں کہ یہ کتاب مقبول

ہو۔ کیونکہ زندگی کے اعتبار سے وہ ممالک خود پیری کی منزل تک پہنچنے کو ہیں۔ نوجوان ملکوں پر اس کا اثر یقینی ہے یا ایسی اقوام پر جن کو خدا تعالیٰ نئی زندگی عطا کرے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کی اشاعت ایک اور کتاب کے لئے جو میں لکھ رہا ہوں، زمین تیار کر دے گی۔ اس کا یورپ میں مقبول ہونا بہت ممکن ہے۔ گو ہندوستان میں شاید وہ بھی قبول نہ ہو۔ بہر حال یہ محض قیاسیات ہیں۔ قلوب کے حال کا سوائے خدا کے اور کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔

کبوتر اب کے بہت سے شاہین نے ضائع کر دئے ہیں۔ آپ کے کبوتر سوائے ایک دو کے سب محفوظ ہیں۔ ایک جوڑے نے اتنے عرصے میں اب بچے دئے ہیں۔ جو اگلے سال اڑنے کے قابل ہوں گے۔

مولوی گرامی صاحب کے خطوط چنداں قابل اعتبار نہیں ہوا کرتے۔ وہ جالندھر میں آجائیں تو اُن کے لئے مکان کا انتظام کیجئے۔

صائب کے مطلع کا دوسرا مصرع لاجواب ہے۔ آپ کا شعر بھی خوب رہا۔ والسلام

آمید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص
محمد اقبال

—(۴۹)—

لاہور، ۲۳ اپریل، ۱۹۲۱ء

مخدومی! میں نواب ارشاد علی خاں صاحب کے مقدمہ کے لئے شملہ گیا ہؤا تھا۔ وہاں سے دس روز کے بعد واپس آیا تو آپ کا خط ملا۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے۔ ہاں شیخ عبدالقادر صاحب جج ہو گئے۔ وسط مئی سے کام شروع کریں گے۔

مولانا اکبر کی تنقید میں نے بھی دیکھی ہے۔ ہمدم دیرینہ ہیں۔ اس واسطے مجھے یاد کر لیتے ہیں۔ مولنا گرامی کی کوئی نئی رباعی موصول نہیں ہوئی۔ اسرار خودی کا ترجمہ انگریزی
Messrs. Macmillan & Co., Publishers, Calcutta
سے ملے گا

باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ امید کہ جناب کا مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال، لاہور

—(۵۰)—

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا کارڈ پوسٹ کارڈ مل گیا ہے۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے۔ فتح نامہ تیموری کا مجھے علم نہیں۔ تیموری تزک مشہور ہے۔ جس کی نسبت بعض مؤرخین کو شک ہے کہ تیمور کی نہیں بلکہ کسی اور کی لکھی ہوئی ہے۔ ابن عرب شاہ نے تیموری تاریخ لکھی ہے۔ جس میں مصنف نے خوب دل کھول کر گالیاں دی ہیں۔ تزک تیموری کا اردو ترجمہ مولوی انشاء اللہ، ایڈیٹر وطن نے کیا تھا۔ تزک پڑھنے کا شوق ہو تو تزک بابری بہترین کتاب ہے۔ والسلام۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

محمد اقبال، لاہور

۱۷ جون، ۱۹۲۱ء

—(۵۱)—

لاہور، ۸ دسمبر، ۱۹۲۱ء

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے۔

میں اس شعر کا مطلب آپ کو نہ بتاؤں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ دوسرا مصرع سمجھتے ہیں۔ جس کو دوسرا مصرع آتا ہے۔ اسے پہلا بھی آتا ہے۔ اپنی طبیعت کو ٹٹولئے۔ وہاں اس کا مطلب مل جائے گا۔ پوری غزل مخزن کے گذشتہ نمبر میں شائع ہوئی تھی۔ مجھے اشعار تمام یاد نہیں، کہیں لکھے رکھے ہیں۔ تلاش کی ہمت نہیں۔ مخزن کا وہ نمبر منگوا لیجئے۔

مولوی گرامی صاحب کی خدمت میں آداب عرض کیجئے۔ سردار امراؤ سنگھ شملہ بلا رہے ہیں۔ یہاں سے احباب کی ایک جماعت کرسمس کی

تعطیلیں گذارنے کے لئے شملہ جانے کا قصد کر رہی ہے۔ اگر مولٰنا گرامی دسمبر میں لاہور آ جائیں تو میرے لئے لاہور کی سرد آب و ہوا میں تھوڑی سی حرارت پیدا ہو جائے۔ اُن کی خاطر شملہ کی صحبت ترک کر دوں گا۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔

آپ کے کبوتر بہت اچھے ہیں۔ مگر افسوس کہ زمانۂ حال کی مغربی تہذیب سے بہت متأثر معلوم ہوتے ہیں۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ بچوں کی پرورش سے بہت بیزار ہیں۔ والسلام۔ مولٰنا گرامی کی خدمت میں آداب عرض۔ اُن کو یہ شعر سنائیے

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

محمد اقبال

—(۵۲)—

لاہور، ۱۳ دسمبر، ۱۹۲۱ء

مخدومی! السلام علیکم

کل آپ کے چھوٹے بھائی امیرالدین خاں لاہور میں تھے۔ اُن سے آپ کی اور مولوی گرامی صاحب کی خیریت معلوم ہوئی۔ آج آپ کا خط بھی ملا۔ شعر کا مطلب جو آپ نے سمجھا، ٹھیک ہے۔ تختۂ گل کوئی محاورہ نہیں۔ تختۂ گل سے تختۂ گل ہی مراد ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جبین سجدہ ریز کی وجہ سے دیر کی راہ تختۂ گل بن گئی ہے۔ فارسی والے سجدے کو پھول سے تشبیہ دیتے ہیں۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ اُمید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ مولوی گرامی طال عمرہ کو دعا کہیئے۔

محمد اقبال

—(۵۳)—

مخدومی! السلام علیکم

پوسٹ کارڈ مل گیا ہے۔ جس کے لئے شکریہ ہے۔

مولٰنا گرامی کب تک جالندھر کی سیر کریں گے۔ وہاں رہنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ یہاں کے لوگ ان کے مشتاق ہیں اور ہر روز اُن کے متعلق

استفسارات رہتے ہیں۔ ہمت مردانہ والی غزل کہیں لکھی رکھی ہے۔ کاغذ مل گیا تو نقل کرکے بھیج دوں گا۔

آپ کی خاطر میں نے بدو رکعت نمازے کا مصرع اول بدل دیا۔ اب وہ مصرع یوں ہے:

گہے بندۂ بتانم گہے زائر مغانم
کہ نیاز من نگنجد....الخ

والسلام

محمد اقبال

لاہور

۱۶ دسمبر، ۱۹۲۱ء

—(۵۴)—

لاہور، ۱۴ جنوری، ۱۹۲۲ء

مخدومی! السلام علیکم

آپ کے دونوں خط مل گئے ہیں۔

نبیؐ کریم کی زیارت مبارک ہو۔ اس زمانے میں یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔ دوسری رویا کا بھی مفہوم یہی ہے۔ قرآن کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ تاکہ قلب محمدی نسبت پیدا کرے۔ اس نسبت محمدیہ کی تولید کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قرآن کے معانی بھی آتے ہوں۔ خلوص و محبت کے ساتھ محض قرأت کافی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ نبیؐ کریم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی آن کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ ہؤا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا۔ اس واسطے خاموش رہتا ہوں۔

آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ مولانا گرامی لاہور میں تشریف رکھتے ہیں۔ کبوتر موجود ہیں، مگر مشکلوں سے بچے پالتے ہیں۔ بڑی دیر کے بعد ایک جوڑے نے بچوں کی پرورش کی ہے۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

—(۵۵)—

۲۴ جنوری، ۱۹۲۲ء

مخدومی! السلام علیکم

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے - الحمد للہ کہ آپ بخیریت ہیں - مولانا گرامی چند روز رہ کر واپس تشریف لے گئے - انہوں نے یا ان کے احباب نے پرانا ہی نسخہ استعمال کیا اور میں نے یہ پیش گوئی بھی کر دی تھی کہ یہ نسخہ استعمال کیا جائے گا - بہر حال چند روز ان کی صحبت میں اچھے گذر گئے - ''زندگی'' سے مراد زندگی بجسد عنصری نہیں - حضرت صدیق نے قرآن کی آیت پڑھی تھی - قد خلت من قبلہ الرسل اور یہ حق ہے - باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے - مولوی گرامی صاحب سے مل کر میرا سلام عرض کیجئے - ان کا یہ شعر نہیں بھولتا :

کتاب عقل ورق در ورق فرو خواندم
تمام حیلہ فروشی و مدعا طلبی است

محمد اقبال، لاہور

—(۵۶)—

لاہور، ۱۸ مارچ، ۱۹۲۲ء

مخدومی! السلام علیکم

نوازش نامہ ملا - استفسار حال کا شکریہ -

پہلے کی نسبت اب کچھ افاقہ ہے - اب کے اچھا ہو لوں تو انشاء اللہ سیر سحر گاہی کا التزام کروں گا - غزل نقل کرنے کی ابھی ہمت نہیں - آپ لاہور تشریف لائیں گے تو نقل کرا دوں گا - امید کہ جناب کا مزاج بخیر ہوگا - مولوی گرامی صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیجئے - والسلام

محمد اقبال، لاہور

—(۵۷)—

مخدومی! السلام علیکم

میں امتحان کے پرچوں میں مصروف رہا - اس واسطے آپ کے خط کا جواب نہ عرض کر سکا - ابھی آپ کا خط ملا ہے - میں نے سید صفدر علی شاہ

صاحب کے همدست آپ کے لئے ایک کاپی خضر راہ کی ارسال کی تھی ۔ تعجب هے کہ وہ آپ تک نہیں پہنچی ۔ آپ کے فارسی اشعار ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں ۔

باقی خدا کے فضل سے خیریت هے ۔ اُمید کہ مزاج بخیر ہوگا ۔ فارسی اشعار کی اصلاح مولوی صاحب سے لیجئے ۔

محمد اقبال، لاہور

۱۵ مئی، ۱۹۲۲ء

—(۵۸)—

مکرم بندہ خان صاحب ! السلام علیکم

مجھے نقرس کی بیماری تھی ۔ آپ کے دوست کو عرق النسا ہے ۔ وہ اور چیز ہے اور اُس کا علاج نقرس کے علاج سے بالکل مختلف ہے ۔ اُمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ والسلام

محمد اقبال، لاہور

۱۰ جولائی، ۱۹۲۲ء

—(۵۹)—

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے ۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے ۔ میں شملہ سے بخیریت واپس آکر ایک دو روز کے لئے لدھیانہ ٹھہرا تھا ، مگر افسوس کہ وہاں مجھے نقرس کی پھر شکایت ہو گئی ۔ اس واسطے اسی شام لاہور چلا گیا ۔ وہاں سے چند گھنٹے کا قیام کرکے سیالکوٹ چلا آیا ، کیونکہ میرے بھائی صاحب کی علالت کی خبر آئی تھی ۔ دوا کے متواتر استعمال سے نقرس کی شکایت رفع ہوگئی ہے ۔ جالندھر میں مولوی گرامی صاحب کی خدمت میں ٹھہرنے کا قصد تھا ۔ مگر نقرس کی شکایت نے مجھے رستے میں ٹھہرنے نہ دیا ۔ اندیشہ تھا کہ اگر شکایت زیادہ ہو گئی تو مولوی صاحب کے لئے باعث زحمت بن جاؤں گا ۔ اب اُن کی ملاقات کسی اور موقع کے لئے اُٹھا رکھتا ہوں ۔ انشاء اللہ یہاں سیالکوٹ میں قریباً ایک هفتہ قیام رہے گا ۔ ستمبر میں ممکن ہے ، پھر شملہ جاؤں ۔ اُمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ والسلام

مولوی گرامی صاحب کی خدمت میں آداب عرض ہو ۔ آپ کی رباعی اچھی ہے ۔

محمد اقبال، لاہور

۱۷ اگست، ۱۹۲۲ء

—(۶۰)—

لاہور، ۱۶ دسمبر، ۱۹۲۲ء

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے ۔ جس کے لئے شکرگذار ہوں ۔ افسوس ہے میں علی گڑھ نہ جا سکوں گا ۔ سردی کا موسم (ہے) اور مجھے اس موسم میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے ۔ علی گڑھ کانفرنس ایک مدت سے مر چکی ہے ۔ حبیب الرحمن خاں شروانی اسے زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ مگر

پئے نافہ ہائے رمیدہ بو، مپسند زحمت جستجو
بخیال حلقۂ زلف او، گرہے خور و بختن درآ

محمد اقبال

—(۶۱)—

لاہور، ۱۹ دسمبر، ۱۹۲۲ء

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے ۔

مالیر کوٹلے کی ججی کے متعلق یہ عرض ہے کہ آپ ایک باقاعدہ عرضی لکھیں ۔ نواب مالیر کوٹلہ سے مجھے بھی واقفیت ہے ۔ میں اس پر سفارش لکھوں گا اور نواب صاحب سے بھی لکھوا دوں گا ۔ اس کے علاوہ میر عبداللہ شاہ صاحب، نواب صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی میرے دوست اور ہم جماعت ہیں ۔ اُن کی خدمت میں بھی خط لکھ دوں گا ۔ عرضی لکھ کر آپ لاہور لے آئیں ۔ ذوالفقار علی خاں صاحب سے نواب مالیر کوٹلہ کے مراسم بہت اعلیٰ درجہ کے نہیں ہیں ۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی عرضی پر سفارش لکھنے سے دریغ نہ کریں گے اور اگر سفارش کے علاوہ پرائیویٹ خط بھی انہوں نے لکھ دیا تو ازیں چہ بہتر ۔ تصویر آپ کی

خدمت میں مرسل ہے - مگر اس میں تأمل ہے کہ اسے کسی نمایاں جگہ پر لٹکا یا جائے - میں بڑے بڑے مجمعوں میں محض اس لئے نہیں جایا کرتا کہ لوگ دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ اقبال آیا - مجھے اس قسم کی شہرت سے بہت الجھن ہوتی ہے - باقی خیریت ہے - امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا - والسلام

مخلص

محمد اقبال

—(۶۲)—

مکرمی جناب خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا خط صبح مل گیا تھا - الحمد للہ کہ جناب کا مزاج بخیروعافیت ہے - میں بھی خدا کے فضل سے اچھا ہوں - کل شام ہوائے سرد کی وجہ سے درد گردہ کا آغاز تھا - مگر میں نے فوراً تدابیر اختیار کر لیں اور خدا کے فضل و کرم سے تندرست رہا - رموز بے خودی کے ترجمے کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں ، مگر امید نہیں کہ اس کا ترجمہ یورپ میں ہو کہ اس کے مضمون سے یورپ والوں کو چنداں دلچسپی نہیں ہے - مسلمان ہی اس کا مفہوم سمجھ جائیں تو غنیمت ہے - البتہ پیام مشرق کا ترجمہ ہونا ممکن ہے - لیکن مجھے اس قدر فرصت نہیں کہ اس کا ترجمہ کروں - اگر ان کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو خود کر لیں گے - آپ کے اشعار خوب ہیں - مولوی گرامی صاحب کی خدمت میں خط لکھا تھا - وہ ۲۰ مارچ تک لاہور آنے کا وعدہ بھی کرتے ہیں ، مگر امید نہیں کہ آئیں - باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے -

خادم

محمد اقبال ، لاہور

۱۲ مارچ ، ۱۹۲۳ء

—(۶۳)—

لاہور ، ۲۵ مئی ، ۱۹۲۳ء

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا خط پہنچ گیا تھا - میں علیل تھا اور اب تک ہوں - اس واسطے جواب عرض نہ کر سکا - شیخ مبارک علی صاحب مجھ سے نہیں ملے ، وہ یہاں

سے بہت دور ہیں - اگر وہ آ گئے تو میں اُن سے کہ دوں گا کہ آپ کی خدمت میں کتاب ارسال کر دیں - کتاب کو شائع ہوئے دو ہفتے سے زیادہ ہو گئے اور شاید نصف کے قریب نکل بھی گئی ہے - ایک ہزار کاپی شائع ہوئی تھی - آپ کا مضمون میں نے اخبار میں دیکھا - آپ کی تجویز خوب ہے - مگر ابھی اس ملک کے لوگ ان امور کی شناخت نہیں رکھتے - مجھ سے بعض لوگ کہ رہے ہیں کہ لاہور کی نیابت کونسل میں کرو - لیکن اور امیدوار بھی ہیں اور میں یہ بات خلاف انصاف تصور کرتا ہوں کہ اُن سے کہوں کہ تم میری خاطر امیدواری سے کنارہ کش ہو جاؤ - وعدۂ امداد کے لئے شکرگذار ہوں - مگر غالباً میں کھڑا نہ ہوں گا - ہاں اگر لاہور کے لوگوں نے مجبور کیا تو یہ بوجھ سر پر اٹھانا ہوگا - گرامی صاحب کا ایک عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا - اُمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا - میرا مسوڑا پھول گیا تھا ، آپریشن کرایا گیا - جس سے تکلیف میں اضافہ ہوا - اب کچھ آرام ہے - والسلام

محمد اقبال

—(۶۴)—

لاہور ، ۲۵ جون ، ۱۹۲۳ء

مخدومی جناب خان صاحب ! السلام علیکم

والا نامہ ابھی ملا ہے - الحمد للہ کہ خیریت ہے -

آپ کے مضمون کا دوسرا حصہ مسلم آؤٹ لک میں شائع ہوگیا ہے - آپ کے ملاحظہ سے گذرا ہوگا - مرزا جلال الدین صاحب نے بھی اس کے متعلق کچھ لکھا ہے ، جو میں نے نہیں دیکھا - وہ ذکر کرتے تھے کہ مسلم آؤٹ لک میں شائع ہوگا - آپ کے دوست ضرور آپ کے ہم خیال ہوں گے - مگر اقبال فنڈ قائم کرنا میری رائے میں جس میں ، میرے ضمیر کی آواز بھی شامل ہے ، درست نہیں - مسلمان غریب قوم ہیں اور باوجود اس غریبی کے گذشتہ دس بارہ سال میں ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ چندوں میں دے چکے ہیں -

میں خود تو یہاں تک احتیاط کرتا ہوں کہ جو لوگ کتاب کو پڑھ نہیں سکتے ، وہ اُسے خرید بھی نہ کریں ، کیونکہ اُن کو اس کی خریداری کی

ترغیب دینا ایک قسم کی ناانصافی ہے۔ باقی رہا میں، سو میری طرح اُمت مرحومہ میں سینکڑوں آدمی آگے گذر گئے ہیں جنہوں نے رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے کام کیا ہے۔ مجھ سے بھی جہاں تک ہو سکے گا، اُنہیں کی تقلید کروں گا۔ شاید آپ نے کسی گذشتہ خط میں مجھ سے کونسل کی اُمیدواری کے متعلق دریافت کیا تھا۔ سو عرض ہے کہ لاہور کے مسلمانوں نے مجھ سے بہت کہا مگر میں نے انکار کر دیا۔ لیکن اب تک انکار اصرار بدستور جاری ہے۔ قریباً ہر روز اُن کا ایک نہ ایک وفد آ جاتا ہے۔ اُمید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

—(۶۵)—

۲۰ جولائی، ۱۹۲۳ء

ڈیر خان صاحب! السلام علیکم.

آپ کا خط صبح آیا تھا۔ کچہری سے واپس آکر اُسے پڑھا۔ غالباً میں الیکشن کے ہنگامے میں نہ پڑوں گا۔ لاہور کے لوگ مجبور کرتے ہیں اور بہت سے ڈیپوٹیشن اُن کے آ چکے ہیں۔ مگر میاں عبدالعزیز سے مقابلہ کرنا میں نہیں چاہتا۔ اُن سے دیرینہ تعلقات ہیں۔ اگرچہ مقابلے کے بعد انتخاب ہو جانا قریباً یقینی ہے۔ تاہم یہ بات میرے نزدیک مروت کے خلاف ہے کہ ایک موہومی دنیوی فائدے کی خاطر دیرینہ تعلقات کو نظر انداز کر دوں۔

پیام مشرق کے متعلق بہت سے خطوط دور و نزدیک سے آئے ہیں اور آ رہے ہیں۔ برلن سے ایک پروفیسر نے لکھا ہے کہ ''حیرت انگیز'' کتاب ہے۔ پروفیسر هارووِٹز، جو علی گڑھ میں عربی کے پروفیسر تھے اور اب جرمنی میں اس پر ریویو لکھ رہے ہیں جو جرمن اخبارات میں شائع ہوگا۔ پروفیسر نکلسن نے اس کا ترجمہ انگریزی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک قابل تحسین جواب گوئٹے کے دیوان مغربی کا ہے اور جدید اور اوریجنل خیالات و افکار سے لبریز ہے۔

میں یہ سن کر خوش ہوا کہ اس کے اثر سے آپ پر اشعار نازل ہوتے ہیں۔ مثنوی کے تیسرے حصے کے لئے دل و دماغ تیار ہو رہے ہیں۔

تکمیل اس کام کی اللہ تعالیٰ کے ھاتھ میں ہے۔ کیا عجب کہ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں ان مضامین کو معرض شہود میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

مثنوی کے تیسرے حصے میں مسلمانوں کے آئندہ سو سال کے افکار و اعمال کے لئے مواد ہو گا۔

مخلص

محمد اقبال

—(٦٦)—

مکرم بندہ جناب خان صاحب ! السلام علیکم

میں نے جو کچھ آپ کو خط میں لکھا تھا وہ پرائیویٹ خطوط کا اقتباس تھا - یورپین لوگوں کے نزدیک پرائیویٹ خطوط یا اُن کا اقتباس بغیر اُن کی اجازت کے چھاپنا ٹھیک نہیں - اس کے علاوہ اُس کی کوئی ضرورت بھی نہیں - مجھے یقین ہے کہ فرنک فورٹ کے پروفیسر مارووایٹرز کا ریویو عنقریب ھندوستان آئے گا - وہ غالباً خود ھی اس ریویو کی ایک کاپی میرے ملاحظہ کے لئے ارسال کریں گے - اس کا انگریزی ترجمہ کرا کے یہاں شائع کر دیا جائے گا -

آمید کہ مزاج بخیر ہو گا - والسلام

محمد اقبال، لاہور

۲۸ جولائی، ۱۹۲۳ء

۲۸ کا مسلم آؤٹ لک ملاحظہ کیجئے -

لاھور میں موسم اچھا رھا - آج قدرے گرمی ہے - مں کل سیالکوٹ جاتا ھوں - وھاں سے واپس آ کر اگر ممکن ھؤا تو شملہ جاؤں گا -

محمد اقبال

—(٦٧)—

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے - میں سیالکوٹ سے آ رھا ھوں - اب ایک دو روز میں شملہ جا رھا ھوں - جواب لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں - میں تو

پہلے ہی اس تحریک کا مخالف تھا ۔ اُن خطوط سے جو مسلم آؤٹ لک میں شائع ہوئے ہیں ۔ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ حقیقت حال سے آگاہ نہیں ۔

نا امید استم زیاران قدیم طور من سوزد که می آید کلیم

والسلام

محمد اقبال ، لاہور

۲ اگست ، ۱۹۲۳ء

آمید کہ آپ کا بخار اتر گیا ہو گا ۔

محمد اقبال

—(۶۸)—

مخدومی جناب خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ، جس کے لئے شکریہ قبول فرمائیے ۔ افسوس ہے کہ امسال کہیں نہیں جا سکا ۔ اگست کے شروع میں میری بیوی کو ٹائی فائڈ فیور ہو گیا ۔ جس کی وجہ سے وہ شروع ستمبر تک بیمار رہیں ۔ اگرچہ اب بخار نہیں ۔ تاہم صحت ابھی تک درست نہیں ہوئی ۔ نواب صاحب کا خط میں نے بھی دیکھا تھا ۔ آپ کا خط بھی آمید ہے نظر سے گذرے گا ۔ پیام مشرق کی دوسری ایڈیشن تیار ہو رہی ہے ۔ اس میں بہت سا اضافہ ہو جائے گا ۔ آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

۱۰ ستمبر ، ۱۹۲۳ء

—(۶۹)—

مکرمی ! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میں خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں ۔ آمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا ۔

نواب صاحب سے آپ کی تحریروں کے متعلق میرا کوئی ذکر نہیں آیا لوگوں کو ان باتوں کے متعلق سوچنے کی فرصت نہیں اور نہ وہ اس کام کو

فی الحال سمجھ سکتے ہیں، جو میں نے کیا ہے، اس واسطے ان کو معذور سمجھ کر میں خاموش ہوں اور کسی ایسی تحریک میں کوئی خاص دلچسپی بھی نہیں رکھتا۔ امید کہ آپ کنج پورہ میں کوئی مفید کام کر سکیں گے۔ نواب کنج پورہ نہایت نیک نفس آدمی ہیں۔ اُن سے آپ کا نباہ بھی خوب ہو گا۔

مخلص
محمد اقبال، لاہور

۲۰ جنوری، ۱۹۲۴ء

—(۷۰)—

مخدومی! السلام علیکم

والا نامہ ابھی ملا ہے۔ الحمدللہ کہ آپ مع الخیر کنج پورہ پہنچ کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ علی گڑھ جانے کا قصد تو تھا مگر سردی اور متواتر بارش کی وجہ سے کمر میں درد ہونے لگی۔ یورک ایسڈ کے دور کرنے کی دوائی پی رہا ہوں۔ اس اندیشہ سے کہ گوٹ کا حملہ نہ ہو جائے۔

پیام مشرق چھپ رہا ہے۔ مجموعۂ اردو مرتب ہو چکا ہے۔ دو تین روز تک کاتب کے ہاتھ میں ہو گا۔ حکماء کے اسما اچھی طرح پڑھے نہیں گئے۔ اگر یہ فلسفیوں کے نام ہیں تو ان میں سے اکثر غیر معروف ہیں۔ میں صرف چند نام پڑھ سکا ہوں۔

(1) Bain مشہور سائی کالوجسٹ ہے مگر اب اس کو شاید کوئی نہیں پڑھتا۔ ب ی ن

(2) Buchner ب خ نر نمبر ۲ بھی فلسفے میں یکتا ہے، مگر بہت مشہور اساتذہ میں نہیں سمجھا گیا

(3) Gieger نمبر ۳ مستشرق ہے جس نے زیادہ تر ایرانی تہذیب و زبان پر لکھا ہے۔ ممکن ہے کوئی اور شخص ہو۔

(4) Physiology علم اعضائے انسانی

والسلام

مخلص
محمد اقبال

۱۱ فروری، ۱۹۲۴ء

آپ کا مصرع بہت اچھا ہے۔ محمد اقبال

—(۷۱)—

لدھیانہ، ۲۲ اپریل، ۱۹۲۴ء

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا والا نامہ مل گیا ہے ۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے ۔ لاہور میں طاعون کا زور ہے ۔ میں چند دنوں سے مع عیال لدھیانے میں مقیم ہوں ۔ دو چار روز میں واپس لاہور جاؤں گا ۔

قلندر صاحب بڑے پائے کے بزرگ تھے ۔ اُن کے عرس پر روپیہ صرف کرنا اور مسکینوں کو کھانا کھلانا بڑی برکت کا باعث ہے ۔ اُمید کہ آپ کو اپنے نئے ماحول میں کبھی کبھی پرائیویٹ مشاغل کے لئے فراغت مل جاتی ہوگی ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

—(۷۲)—

لاہور، ۱۳ جولائی، ۱۹۲۴ء

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے ۔ میں کئی روز تک بیمار رہا ۔ مسوڑا پھول گیا تھا جس کو کل چروا دیا گیا ۔ اب خدا کے فضل سے آرام ہے ۔ مگر گذشتہ ہفتہ سخت تکلیف رہی ۔

اُردو مجموعہ چھپ گیا ہے ۔ قریباً دو ہفتہ تک بالکل تیار ہو جائے گا ۔ شیخ عبدالقادر صاحب اس کا دیباچہ لکھ رہے ہیں ۔ جو کل انشاء اللہ ختم ہو جائے گا ۔ اس کی لکھائی چھپائی میں ایک ہفتہ لگ جائے گا ۔ میں بھی اگست میں شملہ جانے کا قصد کر رہا ہوں ۔

آج کل گرمی سخت ہے ۔ بارش مطلق نہیں ہوئی ۔ فکر سخن کے لئے یہ موسم نہایت خراب ہے ۔ تاہم کبھی کبھی شبنم کی کوئی نہ کوئی بوند برس جاتی ہے ۔ ایک چھوٹی سی کتاب لکھ رہا ہوں ، جس کا نام غالباً یہ ہوگا :

Songs of a Modern David

نواب صاحب قبلہ کی خدمت میں آداب عرض کیجئے ۔ اُمید کہ مزاج بخیر ہوگا ۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال

—(۷۳)—

لاہور، ۲۹ نومبر، ۱۹۲۴ء

جناب خان صاحب ! السلام علیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے ۔ الحمدللہ کہ خیریت ہے ۔ نواب صاحب کے صفات ستودہ کا میں مدت سے قائل ہوں ۔ خاص کر آن کی دینداری اور اسلامیت کا آن کے کام کے لئے میں دل و جان سے حاضر ہوں اور اپنی بساط کے مطابق آن کے حقوق کے حصول کے لئے انشاءاللہ پوری کوشش عمل میں لاؤں گا ۔ میری طرف سے آن کی خدمت میں عرض کر دیں کہ میری خدمات آن کے لئے حاضر ہیں ۔ میں خود ہی گورنر صاحب کی خدمت میں آن کا میموریل پیش کر دوں گا (اگر آن کی ایسی خواہش ہو) ۔ موجودہ گورنر کو میں جانتا بھی ہوں اور اس کے علاوہ میرے پرانے دوست اور آستاد مسٹر آرنلڈ کے وہ نہایت گہرے دوست ہیں ۔ غرض کہ میں ہر طرح سے حاضر ہوں ۔ باقی رہا فیس کا معاملہ ، سو آس کے متعلق فکر کرنے کی ایسی ضرورت نہیں ۔ اول تو مجھے اس وقت معلوم نہیں کہ کام کی نوعیت اور مقدار کیا ہے ۔ دوئم اگر یہ امور معلوم بھی ہوں تو خدا نخواستہ یہاں دوکانداری نہیں ، خلوص اور خدمت ہے ۔ نواب صاحب خود بفضلہ نکتہ رس ہیں اور آپ بھی تجربہ کار آدمی ہیں ۔ معاملات کی اہمیت کا اندازہ کرنا جانتے ہیں ۔ مجھے اس معاملے میں عرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ سوائے اس کے کہ آپ کے خیال میں جو کچھ فیس اس خدمت کے لئے ماڈریٹ ہوگی ، وہی میرے خیال میں بھی ماڈریٹ ہوگی ۔ آپ اگر لاہور تشریف لائیں تو مجھے کام کی مقدار اور نوعیت سے آگاہ فرمائیں ۔ میں مع سر ذوالفقار علی خاں آج شام کرنال جا رہا ہوں ۔ دو ایک روز وہاں قیام رہے گا ۔ ممکن ہے آپ سے یا نواب صاحب سے ملاقات ہو جائے ۔ والسلام

آمید کہ مزاج بخیر ہوگا ۔ نواب صاحب کی خدمت میں آداب عرض ہو ۔

مخلص

محمد اقبال

—(۷۴)—

لاہور، ۲۳ دسمبر، ۱۹۲۴ء

مخدومی جناب خان صاحب! السلام علیکم

آپ کا والانامہ مل گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک خط ملا تھا۔ مگر افسوس کہ میں بوجہ مشاغل خط نہ لکھ سکا۔ نواب صاحب کی خدمت میں عرض کر دیجئے کہ میں میموریل لکھنے کے (لئے) حاضر ہوں۔ مگر آپ مہربانی کرکے تمام کاغذات متعلقہ لاہور لے آویں تاکہ کام کی کیفیت و کمیت کا اندازہ کر سکوں۔ اس کے علاوہ ان کو پڑھ کر اور سمجھ کر یہ رائے بھی لگا سکوں کہ آیا اس میں کامیابی کی توقع ہے یا نہیں۔ کیونکہ میرا فرض ہے کہ اس بارے میں بھی نواب صاحب کو پیشتر لکھنے کے رائے دے سکوں۔

باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ نواب صاحب قبلہ کی خدمت میں میری طرف سے آداب عرض کیجئے۔ میں تعطیلوں میں لاہور ہی میں رہوں گا۔ والسلام

مخلص

محمد اقبال، لاہور

—(۷۵)—

لاہور، ۲۰ جنوری، ۱۹۲۵ء

مکرمی جناب خان صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے۔

میموریل کے لئے ضروری (ہے) کہ تمام سامان کافی ہو، ورنہ میموریل لکھنا فضول ہے۔ آپ کو نظام کا معاملۂ برار جو ابھی تازہ ہے، یاد ہوگا۔ اتنے سامان کے ہوتے ہوئے بھی ٹکا سا جواب ملا۔ گو ہمارے نواب صاحب کے معاملہ کو برار کے معاملہ سے چنداں مناسبت نہیں، تاہم پوری تیاری کرنی ہوگی۔ یہ دقت زیادہ تر اس وجہ سے ہے کہ اور ریاستیں بھی جن کے اختیارات چھین لئے گئے تھے، اس معاملے سے تعلق رکھتی ہیں۔ امرائے ہند کے متعلق اس وقت خیالات بھی اچھے نہیں ہیں۔ غرضکہ موجودہ حالات میں پوری تیاری کرنی چاہئے اور اگر کامیابی کی امید موجودہ مسالہ سے نہ ہو تو انکار کرنا بہتر ہوگا۔

پیر زادہ صاحب کی مثنوی کا حال مجھے معلوم ہے - مسلمانان ہند کے دل و دماغ پر عجمی تصوف غالب ہے - وہ عربیت کے تخیلات کے سمجھنے سے قاصر ہیں - میں تو ایک معمولی آدمی ہوں - مجھے یقین ہے اگر نبیؐ کریم بھی دوبارہ پیدا ہو کر اس ملک میں اسلام کی تعلیم دیں تو غالباً اس ملک کے لوگ اپنی موجودہ کیفیات اور اثرات کے ہوتے ہوئے حقائق اسلامیہ کو نہ سمجھ سکیں -

اسلام نہایت سادہ مذہب ہے - لیکن اس کی بدیہیات کے اندر ایسی ایسی مشکلات ہیں جن کی حقیقت کا سمجھنا آسان کام نہیں - خاص کر ان لوگوں کے لئے جن کو عجمی ''بلند خیالی'' کے افسوں نے محسوس فراموش کر دیا ہے - زیادہ کیا عرض کروں - امید کہ مزاج بخیر ہو گا -

جناب نواب صاحب بہادر کی خدمت میں آداب عرض ہو -

مخلص

محمد اقبال

—(۷۶)—

مخدومی ! السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے - الحمد للہ کہ آپ بہمہ وجوہ مع الخیر ہیں - میں بھی خدا کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہوں - تعطیل لاہور ہی میں بسر کی -

نواب صاحب کو بہ نسبت سابقہ آرام ہے - مگر ابھی پورے طور پر صحت بحال نہیں ہوئی - بہت کمزوری ہے - یکم اکتوبر کو شملہ سے دہلی جائیں گے اور وہیں قیام کریں گے - باقی خیریت ہے - والسلام

مولنا گرامی صاحب کی خدمت میں آداب -

مخلص

محمد اقبال

۲۹ ستمبر، ۱۹۲۵ء

—(۷۷)—

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

حال کے فارسی شعراء کی کتب مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں اور قیمتیں بہت گراں - بھنڈی بازار بمبئی میں ملک التجار ایرانی کی مشہور دوکان ہے - وہاں سے شاید دستیاب ہو جائیں -

ملک الشعراء بہار قزوینی یا مشہدی کا دیوان چھپ گیا ہے - اس کے علاوہ میں نے حال میں ایک اور مجموعہ 'اردی بہشت' نام دیکھا ہے - یہ گورنمنٹ کالج کی لائبریری میں موجود ہے - پروفیسر برون کی کتاب Press and Poetry of Persia میں بھی بہت سے نمونے شعراء حال کے کلام کے موجود ہیں - مگر زمانۂ حال کے ایران کی نثر پڑھنے کے قابل ہے - نظم میں کچھ نہیں - زیادہ تر پولیٹیکل مضامین پر وہ لوگ لکھتے ہیں -
والسلام

محمد اقبال

۸ مارچ ، ۱۹۲۷ء

—(۷۸)—

ڈیر خان صاحب ! السلام علیکم

پنجاب مسلم لیگ کی طرف سے میمورنڈا سائمن کمشن کو بھیجا جائے گا، جس میں مفصل حالات اور مسلمانوں کے مطالبات درج ہوں گے - انگلستان میں پروپوگنڈا کا وقت اس سال نہیں، آئندہ سال آئے گا - افسوس کہ مسلمان پورے طور پر بیدار نہیں اور یوں بھی مفلس ہیں - 'اُمرا' اور خیالات میں غرق ہیں - علماء مذہبی جھگڑوں میں مصروف ہیں - بعض خودغرض لوگ محض اپنی گرم بازاری کے لئے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرتے رہتے ہیں -

والسلام

محمد اقبال ، لاہور

۳۰ مارچ ، ۱۹۲۸ء

—(۷۹)—

مخدومی ! السلام علیکم

والا نامہ مل گیا ہے ۔ مجھے درد گردہ کی شکایت رہی جس کا سلسلہ ایک ماہ سے اوپر جاری رہا ۔ جدید طبی آلات کے ذریعہ گردہ کا معائنہ کرایا گیا تو معلوم ہؤا کہ گردہ میں پتھر ہے اور کہ عمل جراحی کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے ۔ مگر تمام اعزا اور دوست عمل جراحی کرانے کے خلاف ہیں ۔ درد فی الحال رک گیا ہے اور میں حکیم نابینا صاحب سے علاج کرانے کی خاطر آج شام دہلی جا رہا ہوں ۔ وہاں چند روز قیام رہے گا ۔ اس کے بعد تبدیلیٔ ہوا کے لئے چند روز کے لئے شملہ میں قیام کروں گا ۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔ اس طویل علالت نے مجھے کمزور کر دیا ہے ۔ البتہ درد کا افاقہ ہے ۔ سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے ۔ والسلام آپ کی ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں ۔

مخلص

محمد اقبال ، لاہور

۱۵ جون ، ۱۹۲۸ء